رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا إله إلا الله محمد رسول الله

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ نحمده ونصلي على رسوله الكريم

هو الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله

عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

اُردو رسالہ ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۲۷ ۔ نومبر ۱۹۲۸ء ۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ ۔ نمبر ۱۱

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپیہ ۔ ہندوستان سے باہر [illegible]

[illegible]

فہرست مضامین

سید المرسلین کا مقام بلحاظ پاکیزگی	۱ تا ۱۶	جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
قرآن مجید آخری شریعت ہے (رد اہل بہاء)	۱۷ تا ۴۰	حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وی پی آتے ہیں!

اکثر احباب نے ابھی تک ۱۹۲۸ء کا چندہ ریویو ادا نہیں فرمایا۔ بحالیکہ ماہ فروری ۱۹۲۸ء میں وی پی بھجوائے گئے تھے۔ انکار کو کسی عذر پر محمول کر کے ماہ اگست میں پھر ان اصحاب کو اور نیز ان احباب کو جن کی قیمت جنوری سے جولائی تک کسی مہینے میں ختم ہوتی تھی وی پی کیئے گئے۔ مگر افسوس کئی وی پی پھر بصیغۂ انکاری واپس آگئے۔ ہمیں یہ بھی نہ بتایا گیا کہ خریداری منظور نہیں اسلیئے رسالہ برابر جاری رکھا۔ اب سال ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے

۵ رنومبر کا رسالہ وی پی ہوگا

ان سب دوستوں کے نام جن سے تا حال ۱۹۲۷ء کی یا ۱۹۲۸ء کی قیمت وصول نہیں ہوئی۔ یا جنکا چندہ ماہ اکتوبر ۱۹۲۸ء تک ختم ہوتا ہے مجھے امید ہے کہ یہ آخری مرتبہ کے وی پی واپس نہیں ہونگے ہم نے اپنا فرض بوجہ احسن ادا کر دیا یعنی مقررہ حجم پر عمدہ سے عمدہ مضامین عین وقت پر بصورت رسالہ سال بھر پہنچاتے رہے۔ اب یہ آپ کا فرض ہے کہ پیشگی نہیں تو مابعد ہی اسکی قیمت ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

ریویو کے لئے کم از کم دس ہزار خریدار ہوں

یہ میری خواہش نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش ہے جو ہر فرد جماعت کو معلوم ہے اور جس کا احترام ہر مومن پر واجب ہے۔ پس یہ فریضۂ احمدیت ہے۔ کہ ہر ایک امیر جماعت ہر ایک سکرٹری ہر ایک ذی اثر ذی استطاعت احمدی ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت میں حصہ لے۔ جو اسکے خریدار نہیں وہ خریدار بنیں۔ جو خود خریدار ہیں وہ اپنے خاندان۔ اپنے محلہ۔ اپنے شہر۔ اپنے حلقۂ اثر قرب و جوار کے دیگر ممبروں کو اسکے لئے آمادہ کریں۔ اگر پانسو اصحاب میری اس اپیل پر اٹھ کھڑے ہوں تو اردو ریویو کے خریداروں میں معتد بہ اضافہ ہو سکتا ہے اور پھر یہ اس قابل ہو جائیگا کہ کم از کم اپنا خرچ خود برداشت کر لے۔ موجودہ صورت میں تو باوجود انتہائی کفایت کے خرچ آمد سے زائد ہے۔ یہ حالت کب تک قائم رہ سکتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے تو اپنا رسالہ تشحیذ الاذہان اسی ریویو اردو کی اشاعت کی خاطر بند کرا دیا تاکہ ایک ہی رسالہ پر جماعت کی توجہ مرکوز رہے اور اسکی اشاعت بڑھانے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

مینیجر ریویو اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

سیّد المرسلینؐ کا مقام بلحاظ پاکیزگی

حضرات! طبعی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ہمیں غور کرنے کی کیوں ضرورت ہے؟ مَیں اس سوال کا جواب دو مختلف پہلوؤں سے دونگا۔ عام طور پر تو مَیں یہ کہونگا کہ وہ عظیم الشان ہستی اور رجل اعظم جس نے چند سالوں کے اندر ایک محکم دین اعلیٰ درجہ کا فلسفہ طریق معاشرۃ اور قانون تمدن دنیا کو دیا جس نے صدیوں کی جاہل اور جنگ جو قوم کی جنگی سپرٹ کو صُلح و امن سے بدل دیا اور دنیا کے لئے قانون جنگ کو بدل کر نظام امن کی بُنیاد رکھدی اور دنیوی حیثیت سے ایک ایسی قوم اور زبردست سلطنت قائم کر دی جو عرصہ دراز تک دنیا پر حکمران رہی اور حکمران چلی جاتی ہے اور زمانہ کا ساتھ دیئے جاتی ہے۔ اگر کوئی اور امر محرک نہ بھی ہو تو بھی دنیا کے اس رجل اعظم کی زندگی ہر شخص کیلئے ایک دلچسپ مکالمہ کا سامان اپنے اندر رکھتی ہے مگر اتنی ہی بات نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس دعویٰ کے ساتھ دنیا میں مبعوث ہوئے وہ اتنا عظیم الشان اور اہم ہے کہ اس پر غور کرنا ہر انسان کا ایک انسانی اور اخلاقی فرض ہو جاتا ہے۔ آپ دنیا میں ایک عالمگیر مصلح اور ہادی کی حیثیت سے کھڑے ہوئے اور فرمایا قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا۔ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم! کہدو کہ اے لوگو! مَیں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ آپؐ نے کسی خاص قوم خاص ملک اور فرقہ کی طرف مبعوث اور رسول ہو کر آنے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ آپؐ نے خدا تعالےٰ سے وحی پا کر یہ دعویٰ کیا کہ جہاں جہاں نسل انسانی پائی جاتی ہے مَیں ان سب کی نجات اور رستگاری کیلئے مبعوث ہُوا ہوں۔ پس آپؐ کا یہ پیغام جبکہ ہر انسان کیلئے ہے اور آپؐ خدا کی طرف سے اس غرض کیلئے مبعوث ہونے کے مدعی ہیں تو ہر انسان کا یہ فرض ہے کہ آپؐ کے اس دعویٰ کو سُن کر آپؐ کی زندگی پر غور کرے کہ کیا فی الحقیقت یہ رجل اعظم اس قابل تھا کہ ایسے عظیم الشان پیغام کا حامل ہوتا۔ ایک مسلمان کیلئے اسلئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مجید کتاب میں یہ فرمایا لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر میرے دوستو! نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو کہ آپؐ نے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر بادیہ نشینان عرب میں پرورش پا کر یہ کلیہ دنیا کو سکھایا اور آپؐ نے مسواک کی تعلیم دی۔ اور آپؐ نے مسواک کے متعلق اسقدر تعلیم دی ہے کہ وہ سنّت موکدہ ہے۔ آپؐ کا طرز عمل خود یہ تھا کہ آپ مسواک کو بہت پسند کرتے تھے اور جب باہر سے تشریف لاتے تو مسواک کرتے اور تلخ لکڑی کی مسواک زیادہ پسند فرماتے تھے اس میں جو مصلحت ہے وہ ظاہر ہے کہ ایک تو تلخی سے مُنہ کا لعاب بکثرت خارج ہو کر تمام باریک نالیوں کو اندر سے دھو ڈالتا ہے جو فائدہ محض مسواک یا غرغرہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسواک کے ریشے اور کُلّی کا پانی ان کے اندر نہیں پہنچ سکتا بلکہ خوردبین کے بغیر وہ نظر بھی نہیں آ سکتی ہیں دوم تلخ لکڑیوں میں یہ ایک خصوصیت ہے کہ وہ تمام امراض کے کیڑوں اور فاسد ہواؤں کی زہروں کو ہلاک کر دیتی ہیں غرض آپؐ مسواک کو اور پھر تلخ لکڑی کی مسواک کو پسند کرتے اور اس پر بہت عمل کرتے۔ حتّٰی کہ مرض الموت میں بھی آپؐ نے مسواک کو ترک نہ کیا اپنی آخری گھڑیوں میں بھی مسواک کا استعمال فرمایا۔

یہ آپؐ کی پاکیزہ زندگی کا ایک عملی پہلو ہے کہ آپؐ طہارت جسمانی کو لازماً عزیز رکھتے اور کوئی عبادت آپؐ کی ایسی نہ تھی جس میں اسکا التزاماً حکم نہ ہو۔ میں کہہ چکا ہوں کہ تمام اعمال کی اصل غرض روحانی تزکیہ تھا پھر مساجد کے متعلق نظافت کے جو احکام ہیں ان پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ یہ رجل اعظم اگر دنیا میں کسی بھی دعوٰی کے ساتھ نہ آیا ہوتا اور ہم اسکی زندگی کو ایک عام آدمی کی حیثیت اور جسمانی نقطۂ نظر سے دیکھتے تو بھی

اس سے بہتر پاکیزہ زندگی نظر نہ آتی

سینی ٹیشن کے وہ تمام قواعد اور آداب جو آج علمی تحقیقات کے بعد معلوم ہوئے ہیں آپؐ کی تعلیم اور آپؐ کے عمل میں پائے جاتے ہیں۔ غسل اور بیت الخلاء کے متعلق جو ہدایات آپؐ نے دی ہیں وہ ایسی ہیں کہ ان سے بہتر دنیا میں آج کوئی ماہر صحت نہیں دے سکتا۔

بیت الخلاء یعنی پاخانوں کے ذکر کے ساتھ میں ایک بات کے بیان کرنے سے نہیں رک سکتا اور یہ ایسی بات ہے کہ دنیا کے کسی ہادی اور مصلح کی زندگی میں نہیں پائی جاتی۔ اور اس سے پایا جاتا ہے کہ

آپؐ پاکیزہ زندگی کے کس اعلیٰ مقام پر ہیں

آپؐ کی یہ ایک خصوصیت ہے اور اس سے آپؐ کی قوّت قدسی اور تقرب الی اللہ کا پتہ ملتا ہے کہ آپؐ تمام امور میں انسان کو روحانیت کی طرف لیجاتے ہیں اور زندگی کے ہر حصّہ کے متعلق آپؐ ایک ضابطہ اور قانون پیش کرتے ہیں گویا انسانی زندگی کا مکمل ضابطہ آپؐ نے دیا ہے اور ہر دستور العمل میں مدنظر یہی ہے کہ انسان کا روحانی مقام اونچا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثلاً رفع حاجت کیلئے جانا انسان کی ایک طبعی ضرورت ہے وہم میں بھی نہیں آتا کہ اس طبعی ضرورت کیلئے کسی خاص قاعدہ یا علم کی ضرورت ہونی چاہیئے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسکے متعلق بھی ہدایت دیتے ہیں بیت الخلاء کس طرح بنانے چاہئیں۔ مکان کے کس حصہ میں ہوں اور انہیں صاف رکھا جائے ان ہدایتوں کو چھوڑ کر آپ نے ایک دُعا تعلیم فرمائی کہ جب انسان اس طبعی ضرورت کو محسوس کرکے رفع حاجت کیلئے جائے تو وہ دُعا کرے اللّٰھم انی اعوذ بك من الخبث والخبآئث ۔ اے اللہ میں تجھ سے پلیدیوں اور ناپاکیوں سے پناہ چاہتا ہوں۔ یہ ظاہر امر ہے کہ یہ ایک طبعی خواہش ہے اور قدرت نے انسان کے اندر اس مادہ کو باہر نکال دینے کیلئے ایک جذبہ اور قوت رکھی ہے اور اگر خدانخواستہ وہ اعضا اپنا کام صحیح طور پر نہ کریں تو مختلف قسم کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس آپ نے اس طبعی جوش کے وقت یہ دعا تعلیم فرمائی جسکا مفہوم یہ ہے کہ:-

مولیٰ کریم جس طرح پر تُو نے یہ ایک طبعی تقاضا میرے اندر رکھدیا ہے کہ میں اس پلیدی کو باہر نکال دوں ایسی ہی زور دار فطرت ان پاکیوں کے دُور کرنے کیلئے پیدا کر جو اخلاق فاضلہ اور روحانیت کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

جاؤ دنیا کے ریفارمروں۔ ہادیوں۔ معلموں اور مصلحوں کی سوانح عمریاں پڑھو۔ اور دیکھو اور پھر سوچو کہ کیا انکی زندگی میں یہ لطافت اور نظافت پائی جاتی ہے یہی ایک امر آپ کی پاکیزہ فطرتی اور پاکیزہ سیرتی پر زبردست شہادت ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ آپ کسقدر نفاست پسند تھے اور تزکیہ نفس کے کس مقام پر تھے۔ اور آپ ہی کے لئے یہ سزاوار تھا کہ آپ دنیا کے لئے مزکّی ہو کر آتے۔ اور آپ ہی کو یہ قوت اور قدرت دی گئی تھی کہ آپ تزکیہ نفس کرکے بھی دکھا دیتے پھر یہ تو رفع حاجت کے لئے جاتے وقت کی دُعا سکھائی جب آپ فارغ ہو کر نکلتے تو اس طرح پر دُعا کرتے:-

الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی

یعنی تمام ستائش اور حمد کا مستحق وہ مولائے محسن ہے جس نے مجھ سے تکلیف اور دُکھ دُور کیا اور مجھ کو صحت عطا فرمائی۔ غور کرو کہ یہ دعا کیسی برمحل اور موزون ہے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر باقاعدہ رفع حاجت نہ ہو اور قبض ہو جائے تو بیسیوں امراض پیدا ہوتے ہیں اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے اسی طرح پر اگر اخلاقیات اور روحانیات میں جو غلاظتیں اور کثافتیں ہیں وہ دُور نہ ہوں تو انسان اخلاقی اور روحانی طور پر ہلاک ہو جاتا ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ غفرانك فرماتے۔ اور اس سے یہ مطلب ہے کہ ان ناپاک جوشوں اور بیجا خواہشوں کا استیصال کر دیا جائے جو انسانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخلاق اور روحانیت کو تباہ کر دیتے ہیں۔

غرض آپؐ کی یہ عملی حالت بتاتی ہے کہ آپؐ طہارت اور نظافت کے نہ صرف جسمانی رنگ میں بلکہ روحانی رنگ میں کس قدر رشید تھے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے

آپؐ کی کامل اتباع کو محبوب الٰہی بننے کا ذریعہ قرار دیا

یہی ایک پہلو آپؐ کی پاکیزہ زندگی کا ہے *

چہارم۔ پھر آپ کی پاکیزہ زندگی کا ایک اور پہلو ہے جو میرے اپنے ذوق اور نقطۂ خیال سے ہے۔ تمام دنیا جو خدا تعالیٰ کی ہستی کی قائل ہے اس امر کو مانتی ہے کہ خدا تعالیٰ قدوس ہے اور یہ ظاہر امر ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کا فیضان اسی وقت انسان حاصل کر سکتا ہے جب اس کیفیت کو اپنے اندر پیدا کرے مثلاً اگر انسان چاہتا ہے کہ ربوبیت کے فیضان کو حاصل کرے تو اسے چاہیئے کہ اس صفت الٰہی کے فیضان کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرے وہ جس قدر ربوبیت کی شان اور فیضان کو اپنے اعمال سے ظاہر کریگا اسی قدر وہ ربوبیت کے فیضان کو اکمل طور پر حاصل کر سکیگا۔ پس قدوسیت کے فیضان کو پانے کیلئے یہ ضروری ہے۔ کہ انسان اپنے اندر یہ صفت پیدا کرے اور اسکے لئے جہاں ایکطرف ضرورت ہے کہ انسان جسمانی نظافت اور طہارت کا التزام رکھے اخلاقی نظافت کیلئے ان تمام نجاستوں سے اسے بچنا ہوگا جو انسانی زندگی کے مختلف افعال اور اعمال سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کلیہ اور اصول کے سمجھ لینے کے بعد آؤ اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسکا ایک تماشا دکھاؤں *

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یوں تو خدا تعالیٰ کی تمام صفات کی تجلّیات کا مظہر ہے لیکن بعض خاص صفات کو ایک خصوصیت حاصل ہے چنانچہ ان میں سے ایک صفت قدوس کی بھی ہے سورہ جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ جن صفات اللہ کی خاص تجلیات کا ذکر کیا ہے وہ چار ہیں:۔

یسبّح للہ ما فی السّموٰت وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم

الملک۔ القدوس۔ العزیز۔ الحکیم۔ اور پھر آپؐ کے جو فرائض اور مقاصد بعثت بیان کیئے ہیں ان میں دوسرے درجہ پر یزکیھم فرمایا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی قدوسیت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کامل پرتو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ پڑتا یہ شان اور یہ رنگ آپؐ میں پیدا نہیں ہو سکتا تھا اور القدوس صفت کی تجلی کا آپؐ کا مظہر ہونا ایک کھلی کھلی شہادت اور صداقت اس امر کی ہے کہ آپؐ کی زندگی نہایت پاکیزہ تھی۔ آپؐ کی فطرت ہی قدوس واقع ہوئی تھی۔ اور اسلئے آپؐ کو ہر قسم کی طہارت اور نظافت سے محبت اور پیار تھا۔ اور جس طرح یہ بات آپؐ کے عام جسمانی اعمال میں نظر آتا ہے اخلاقیات میں بھی اپنے کمال پر نظر آتی ہے اور آپؐ کی زندگی کے ہر حصہ میں نمایاں ہے۔ آپؐ کی زندگی کے میرے نزدیک تین حصے ہیں:۔

پہلا حصہ آپؐ کا بعثت سے پہلے کا ہے جب آپؐ خدا کی وحی سے دنیا کی ہدایت کیلئے رسول ہو کر مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ دوسرا حصہ بعثت کے بعد کی زندگی کا ہے۔ تیسرا حصہ مدنی زندگی کا ہے زندگی کے ان ہر سہ حصص میں آپؐ کی پاکیزہ زندگی کا مقام نہایت ممتاز نظر آتا ہے۔ مثلاً بعثت سے پہلے کی زندگی کے متعلق آپؐ کے ان دشمنوں کی رائے جو نبوت کے دعویٰ کے بعد بھی مخالف تھے ہمیشہ یہ تھی کہ آپؐ امین ہیں صادق ہیں۔ اور آپؐ امین کے نام سے ہی پکارے جاتے تھے۔ اور آپؐ کی زندگی تمام تر بنی نوع انسان کی بھلائی اور خدمت گذاری میں صرف ہوتی تھی۔ آپؐ کی پاکیزہ زندگی کی میں نے ہمیشہ ایک زبردست دلیل پیش کی ہے اور وہ میں نے نہیں خود خدا تعالیٰ کی وحی سے آپؐ نے اپنے مخالفوں کے سامنے پیش کی ہے اور باوجود خطرناک مخالفت اور شدید عداوت کے کسی کو حوصلہ نہیں ہوا کہ اسکی تردید کرے چنانچہ آپؐ نے فرمایا:۔

فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون

میں نے دعویٰ نبوت سے پیشتر چالیس سال کا زمانہ تم میں گذارا ہے یہ زمانہ ہر قسم کے جوشوں اور امنگوں کا عہد ہوتا ہے پھر ایسے ملک اور قوم میں گذارا ہے جہاں کوئی اخلاقی قانون اور ضابطہ نہیں ہر ایک عیب اور گناہ جائز بلکہ اس پر فخر کیا جاتا ہے کیا تم میں کوئی ہے جو مجھ پر عیب لگائے اور کسی عرفی خطاکاری کا مرتکب ثابت کرے۔ یہ دعویٰ اگر عرب کے باہر دنیا کے کسی ایسے قطعہ میں کیا جاتا جہاں آپؐ کو کوئی جاننے والا نہ ہوتا یا ایسے وقت میں کیا جاتا جب سب لوگ آپؐ سے خوش تھے تو اسکی کچھ وقعت نہ ہوتی۔ آپؐ خدا کی طرف سے مبعوث ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنی قوم کے مالوف چیز مذہب کو ان سے چھڑاتے ہیں اور وہ رسم و رواج اور عادات جو انکو سب سے زیادہ پیاری تھیں ان پر حملہ کرتے ہیں وہ آپؐ کی مخالفت کیلئے متفق ہو کر اٹھتی ہے اور ہر قسم کی ایذا دہی سے مضائقہ نہیں کرتی۔ ایسے وقت اور ایسے حالات میں آپؐ یہ تحدی کرتے ہیں اور ایک فرد بھی تو کھڑا نہیں ہوتا جو آپؐ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی قسم کا الزام رکھ سکے۔

یہ تحدّی اور اس کے مقابلہ سے تمام مخالفین کا عاجز آجانا آپؐ کی پاک زندگی پر عظیم الشان مُہر صداقت ہے۔ اگر کوئی اور شہادت ہمارے ہاتھ میں نہ ہوتی تو یہی دلیل کافی تھی۔ مگر اس کے سوا آپؐ کی زندگی کے واقعات جو محفوظ ہیں اور شہادتیں جو ہم تک پہنچی ہیں وہ بتاتی ہیں کہ

آپ پاکیزہ زندگی رکھتے تھے

میں نے ابھی کہا ہے کہ مسلّم طور پر آپؐ امین اور صادق کہلاتے تھے۔ آپؐ کی امانت اور صداقت کا ثبوت وہ اہم فیصلہ ہے جو حجر اسود کے رکھنے کے متعلق آپؐ نے کیا۔ قریب تھا کہ تمام عرب اس پتھر کے نصب کرنے کے معاملہ پر آپس میں کٹ کر مر جاتے اور ایک خطرناک جنگ ملک اور قوم کو ہلاک کر دیتی۔ لیکن آپؐ کو بالاتفاق تمام قبیلوں نے حَکَم تجویز کر لیا اور آپؐ نے ایسا فیصلہ کیا کہ جنگ کے ہر قسم کے امکانات کو امن سے بدل دیا۔

کیا یہ آپؐ کی پاکیزہ فطرتی کی دلیل نہیں؟

آج سیاسیات کی فلاسفی کچھ اور ہے جہاں ہر قسم کے مکاید اور مغالطے اعلیٰ درجہ کی سیاسی تدابیر اور دانشمندی کے اجزا سمجھے جاتے ہیں۔ اور باوجود دنیا میں امن اور صلح قائم کرنے کے ادعا کے بھی قومیں اور حکومتیں جنگ کے امکانات پیدا کرتی رہتی ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کو دیکھو اور آپؐ کی سیاست پر غور کرو کہ ایک جنگجو قوم میں جو تیغوں کے سایہ میں پل کر جوان ہونے والی قوم ہے جنگ کا شرارہ پیدا ہو جاتا ہے اور قریب ہے کہ وہ قوم اور ملک کو تباہ کر دے مگر آپؐ ایک نہایت سادہ طریق پر فیصلہ کر کے آگ کو بجھا دیتے ہیں ؂

میں آپؐ کی زندگی قبل از بعثت کے ایک اور واقعہ کو بیان کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی شہادت ہے آپؐ کی عادت تھی کہ آپؐ غار حرا میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اگر آپؐ کو کسی قسم کی نمائش کا خیال ہوتا تو اس طریق کو آپؐ اختیار نہ کرتے بلکہ قوم میں امین اور صادق مشہور ہونے کی وجہ سے کوئی خاص فائدہ اٹھاتے اور مرشد رابیہ بنتے جو بآسانی ممکن تھا۔ مگر آپؐ کا مقصد زندگی کچھ اور تھا۔ آپؐ پر وحی کا نزول ہوا۔ اور جبرئیل نے سورہ اقرأ کی ابتدائی آیات آپؐ کو پڑھائیں آپؐ گھر آتے ہیں اور اپنی حالت کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے منصب اور مقام کے لحاظ سے آپؐ پر ایک قسم کا خوف طاری ہے اس وقت حضرت خدیجہؓ آپ کو کہتی ہیں کہ:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ آپؐ کو ضائع نہیں کریگا کیونکہ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں آپؐ امین ہیں آپ راستباز ہیں اور دوسروں کی مدد کرتے ہیں اور آپؐ کی صحبت میں وہ باتیں حاصل ہوتی ہیں جو کسی اور جگہ نہیں ملتی ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ آپؐ کی زندگی کی اسوقت تک پندرہ سال سے واقف تھیں اور وہ اپنی عملی شہادت دے رہی تھیں اور ایک بصیرۃ کے ساتھ کہتی تھیں کہ آپؐ کے اخلاق کیسے اعلیٰ ہیں کہ دوسرے آپؐ کی صحبت میں بیٹھ کر فائدہ اُٹھاتے ہیں پھر دوسروں کی مدد کرنا راستباز ہونا امانت صداقت یہی تو وہ صفات ہیں جو ایک انسان کے اعلیٰ کریکٹر کا جزو ہیں۔ لیکن ایک محرم راز اور واقف کار کی شہادت ایسے حالات میں کہ اس نے آپؐ کی آیندہ زندگی کا کوئی شاندار مستقبل نہیں دیکھ لیا کوئی معمولی بات نہیں۔

واقعات اور حالات گردوپیش تو یہ بتاتے ہیں کہ اگر کوئی دانشمند اپنی عقل اور فہم سے کام لیکر قیاسات کی بنا پر کوئی رائے قائم کرتا تو اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقبل نہایت تاریک نظر آتا تھا۔ چنانچہ مکی زندگی کے تیرہ سال جن مصائب اور مشکلات میں گذرے انہیں دیکھتے ہوئے دنیا کے فرزند یقین ہی نہیں کرسکتے تھے کہ آپؐ ایک جلیل الشان فاتح ہیں۔ پس ان حالات میں حضرت خدیجہؓ کی یہ رائے نہایت دیانتداری اور واقعات اور حقیقت پر مبنی تھی۔ اب اسی شہادت کو دوسرے نقطہ خیال سے دیکھو صداقت و راستبازی یہ اس پاکیزگی کا جزو اعظم ہے جو زبان اور اسکے افعال سے وابستہ ہے اسکے بالمقابل کذب۔ بہتان۔ جھوٹی شہادت وغیرہ یہ لسانی ناپاکیاں ہیں لیکن جب ایک شخص کے متعلق کہا جائے کہ وہ راستباز ہے صادق ہے تو اس کے یہی معنی ہونگے کہ وہ

ان تمام نجاستوں اور گندگیوں سے پاک ہے جو اخلاقیات میں زبان کے متعلق ہوسکتی ہیں۔

اسی طرح امانت کے پہلو کے لحاظ سے اخلاقیات کی طہارت میں آپؐ کا دامن ان تمام نجاستوں سے پاک ہے جو حرص۔ خیانت۔ فریب اور دھوکہ کی آلائشوں سے پاک ہوتی ہے اسی طرح صلہ رحمی کے معاملہ میں آپؐ کا مقام نہایت اعلیٰ ہے اور اخلاقیات کی اس طہارت میں آپؐ ان غلاظتوں سے پاک ہیں جو سوشل لائف میں پیدا ہوجاتی ہیں۔ عزیزوں سے بے مروتی اور انکے حقوق کی حفاظت نہ کرنا ان سے سلوک و مروت سے پیش نہ آنا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ان تمام داغوں سے پاک تھا۔

غرض حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی یہ شہادت آپؐ کی پاکیزہ زندگی پر ایک زبردست گواہ اور دلیل ہے۔ میں نے آپؐ کی پاکیزہ زندگی پر اس پہلو سے بحث شروع کی تھی کہ آپ القدوس کی تجلّی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مظہر تھے۔ اور القدوس کے کامل فیضان کے لئے ہر قسم کی طہارت اور نطافت کا آپؐ کی زندگی میں پایا جانا ضروری تھا اور میں نے دکھایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو کیسا عالی مقام عطا فرمایا تھا۔ اور قبل از نبوت کی زندگی میں یہ شان پورے طور پر جلوہ گر ہے۔ اسکی شان اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسوقت آپؐ کا ماحول کیا تھا۔ جس قوم اور جس شہر میں آپؐ زندگی بسر کرتے تھے اور آپؐ کا نشوونما ہوا وہ قوم اپنی جہالت اور بداعمالیوں کی وجہ سے سخت بدنام تھی کوئی عیب اور بدی نہ تھی جو ان میں پائی نہ جاتی ہو اور سب سے بُری بات یہ تھی کہ وہ اپنی بدیوں پر فخر کرتے تھے پھر ایسی قوم میں اور ایسے حالات میں پرورش پاکر آپؐ کا اس قسم کی زندگی بسر کرنا ایک اعجازی زندگی ہے اور پاکیزگی کا نہایت ہی بلند مقام ہے

ایک عیسائی کے اپنے مذہب کے متعلق شکوک

پادری میرے منطقی بیان کو غلط نہیں ثابت کر سکتے تھے۔ اس لئے وہ آخر میں کہدیتے "تم کو ایمان رکھنا چاہیئے۔ ایمان کے بغیر تم کبھی بھی نہیں مان سکتے۔" ایمان کیا ہے ؟

ایمان کسی آدمی میں یا کسی اصول میں یا کسی چیز میں ایک بے دلیل یقین "رکھنے کا نام ہے،" جسکو کہ تم امید رکھو کہ وہ تمھیں تنزل سے بچائیگا۔ مجھے عیسائیت میں کوئی ایمان نہیں ہے کیونکہ

۱۔ میں اس کے اصولوں کو منطقی طور پر نہیں مان سکتا۔

۲۔ یہ کوئی دردمند مذہب نہیں ہے اور اسلئے کہ میں ایک انسان ہوں اور مجھے اپنے ساتھیوں کا خیال ہے۔ یہ مجھے تنزل کی طرف لیجاتا ہے

۳۔ تمام آدمیوں کو ان باتوں میں برابر نہیں سمجھا جاتا۔

(ا) پادری کے ہم علاقہ لوگ گرجا میں اگلی اگلی "جگہیں" لے لیتے ہیں۔ اور بیچارے غریب پیچھے بٹھائے جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو وہ بیچارے عبادت کے الفاظ کو بھی نہیں سن سکتے۔

(ب) مشرقی اور وسطِ افریقہ میں سیاہ نسلوں کو عبادات کرنے کی اجازت نہیں۔

ایمان۔ امید اور خیرات میں سے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑی خیرات ہے۔ مگر عیسائی گرجوں کے دستور کے مطابق یہ سب سے ادنیٰ ہے ؛ (ترجمہ شبلی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید آخری شریعت ہے

(مجلس محققین)

بابیوں نے حال میں ایک ٹریکٹ مکالمہ کے طور پر "مجلس محققین" کے نام دہلی سے شائع کیا ہے جسمیں یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ قرآن مجید منسوخ ہو چکا ہے اور اسلام کا زمانہ ختم ہے اب نئی کتاب نئی شریعت نئے دین کی ضرورت ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

بہائی (۱) "لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ" یعنی کُل اُمتوں کی ایک عمر یا میعاد ہوتی ہے۔ (۲) فاذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ٥ جب انکی میعاد آجاتی ہے تو ایک ساعت مؤخر ہو سکتے ہیں نہ مقدم۔ (۳) لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ہر زمانے یا امت کیلئے ایک کتاب ہوتی ہے۔ (۴) یمحو اللّٰہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ٥ محو کر دیتا ہے خدا جو چاہتا ہے اور قائم رکھتا ہے۔ اور خدا کے پاس ام الکتاب ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ کل امتوں اور آسمانی کتابوں کی ایک عمر یا میعاد معین ہوتی ہے۔ اور کسی امت یا کتاب کا استثنا نہیں ہے۔ لہذا امت محمدی اور قرآن بھی اسی کلیہ کے ماتحت میعادی اور قابل نسخ ہیں۔"

احمدی۔ بہائی کا یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں۔ کیونکہ ان آیات کا سیاق سباق اس مطلب کو دور سے دھکے دیتا ہے۔ جیسا کہ میں ابھی آگے چلکر ثابت کرونگا۔ لیکن اگر ہم اسکو تھوڑی دیر کیلئے تسلیم بھی کرلیں تو یہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اسوقت ہم کہینگے کہ امت محمدیہ کی میعاد دنیا کے آخری دن تک ہے۔ جیسا کہ اہل بہاء بھی اس آیت سے امت بہائیہ کا استثنا کرتے ہیں اور اسکا دور پانچ لاکھ سال کا بتاتے ہیں۔ لیکن بہائی مذہب کا اس معنی سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اور بہائیت کے مسلّمہ اصول پر سخت زد پڑتی ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ آیت کا جملہ لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ ثابت کرتا ہے کہ کوئی امت اور بقول اہل بہاء کوئی شریعت اپنی اجل سے پہلے منسوخ نہیں ہوتی۔ اسی مضمون کی ایک اور آیت ہے کہ ما تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وما یستاخرون ٥ کہ کوئی امت اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہلاک نہیں ہوتی۔ اور بقول اہل بہاء کوئی شریعت اپنی مقررہ اجل سے پہلے منسوخ نہیں ہوتی۔ لیکن بابی شریعت کے متعلق ثابت ہے کہ وہ اپنی مقررہ اجل سے پہلے ہی منسوخ ہو گئی۔ چنانچہ سید علی محمد باب نے اپنی شریعت کی کتاب البیان کے متعلق دعویٰ کیا تھا کہ اس کتاب کے ۱۹ واحد لکھونگا تب پوری شریعت ہو گی۔ لیکن باب ابھی کُل گیارہ واحد بھی پورے طور پر لکھنے پایا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔ اور اس طرح پر بابی شریعت جو ابھی پوری بھی نہ لکھی گئی تھی اور نہ دنیا کے سامنے عمل کرنیکے لئے پیش کی گئی تھی۔ اور نہ کسی ایک شخص نے ابھی اسپر عمل کیا تھا کہ بہاء اللہ نے جو باب کا جانشین تھا بابی شریعت کو منسوخ کر دیا۔

اس بات کا ثبوت کہ باب کی شریعت اپنی اجل سے پہلے ہی منسوخ ہو گئی۔ یہ ہے:- کہ باب نے اپنی شریعت کیلئے ایک اجل اور میعاد مقرر کی تھی۔ یعنی کہا تھا کہ میری (بابی) شریعت کے اندر بڑے بڑے بادشاہ اور ملوک پیدا ہونگے جو دنیا کو بابی مذہب میں جبراً داخل کرینگے۔ (دیکھو البیان باب ۱۶ واحد ۵) پس بابی شریعت کی یہ ایک میعاد یا اجل تھی کہ اس سے پہلے باب کی شریعت کو منسوخ نہ ہونا چاہیئے تھا جبتک کہ

... بڑے بڑے بادشاہ ... لیکن ... باب کے قتل کے بعد نہ وہ بابی بادشاہ ہوئے۔ اور نہ انہوں نے دنیا کو بابی دین میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جبراً داخل کیا۔ اور باب کی شریعت اپنی اس اجل سے پہلے ہی منسوخ ہوگئی۔ پس اہل بہاء کا یہ دعویٰ کہ ہر شریعت کیلئے ایک میعاد اور اجل ہوتی ہے۔ اور اپنی اجل سے پہلے کوئی شریعت منسوخ نہیں ہوتی۔ کہاں گیا۔ یہاں تو بابی شریعت اپنی اجل سے پہلے ہی ختم ہوگئی۔

دوسرا ثبوت اس بات کا کہ باب کی شریعت اپنی اجل سے پہلے ہی منسوخ ہوگئی یہ ہے۔ کہ مرزا حسین علی (بہاء اللہ) نے ہر شریعت کی اجل یا میعاد ایک ہزار سال مقرر کی ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ لکھتا ہے۔ کہ "کتب الہیہ در راس ہزار سنہ او ازید او اقل تجدید شود و تزیین یابد" دیکھو ایقان مطبوعہ نولکشور لاہور صفحہ ۱۹۸۔ کہ کم و بیش ہر ہزار سال کے گذرنے پر شریعت کی ایک کتاب آتی ہے اور شریعت کو نئے سر سے مزین کیا جاتا ہے۔

بہاء اللہ کے اس بیان کردہ اصول سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ پہلی شریعت اور دوسری شریعت میں قریباً ہزار سال کا فاصلہ ہوتا ہے۔ یعنی ہر شریعت کی میعاد ہزار سال تک ہوتی ہے۔ اسکے بعد دوسری ناسخ شریعت آتی ہے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ کوئی شریعت یا اُمت ایسی نہیں ہوسکتی کہ ہزاروں اور لاکھوں سال تک چلی جائے اور منسوخ نہ ہو۔

اس اصول کے ماتحت چاہیئے تھا کہ باب کی شریعت بھی جسکو شریعت قرآن کا ناسخ کہا جاتا ہے۔ (ایقان میں بھی یہی ادعا کیا گیا ہے) کم از کم ایک ہزار سال تک منسوخ نہ ہوتی۔ لیکن بہاء اللہ نے ۱۲۸۶ھ میں کتاب اقدس کے ذریعہ اسکو منسوخ کردیا۔ اور یوں باب کی شریعت جو ابھی تیار بھی نہ ہوئی تھی کہ ۲ سال کے اندر اندر اپنی مقررہ اجل اور میعاد سے پہلے ہی منسوخ کردی گئی۔ حالانکہ بقول اہل بہاء قرآن شریف کے رو سے کوئی شریعت اپنی اجل سے پہلے منسوخ نہیں ہوتی۔

اب اہل بہاء پر واجب ہے کہ ہمارے اس سوال کا جواب دیں کہ اگر آیت لکلّ امّۃ اجل کے یہ معنی درست ہیں جو وہ کرتے ہیں کہ ہر شریعت کی ایک اجل ہوتی ہے۔ اور کوئی شریعت اپنی میعاد سے پہلے منسوخ نہیں ہوتی تو بتائیں کہ باب کی شریعت اپنی اجل سے پہلے کیوں منسوخ ہوگئی۔ اور کیوں اسپر وقت سے پہلے موت وارد ہوئی۔ اگر اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے اور یقیناً نہیں دے سکتے تو دیانت و شرافت کا یہ مقتضاء ہے۔ کہ آئندہ کبھی ایسا نامعقول استدلال کرکے مخلوق خدا کو دھوکا نہ دیں۔

لکلّ امّۃ اجل کے صحیح معنی

یہ ہیں کہ ہر ایک اُمت کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ وقت کس بات کیلئے مقرر ہے۔ موت کیلئے یا عذاب کیلئے۔ سو اگر اس آیت کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت عذاب کا اور وہ اجل ہلاکت کی ہے چنانچہ اس سے پہلے یہ آیت ہے و یقولون متیٰ ھٰذا الوعد ان کنتم صادقین۔ کافر کہتے ہیں کہ وہ عذاب کا وعدہ کب ہے؟ جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل لا املک لنفسی ضرًّا ولا نفعًا الّا ما شاء اللہ۔ لکلّ امّۃ اجل۔ اذا جاء اجلھم فلا یستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون ۝ قل أرأیتم إن أتاکم عذابہ بیاتًا او نھارًا ماذا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکذیب کرنیوالی جماعت یا اُمّت کے متعلق فرماتا ہے کہ انپر عذاب آنیوالا ہے۔ کافر تکذیب کرتے ہوئے پوچھتے ہیں متیٰ ھٰذا الوعد کہ یہ عذاب ہم پر کب نازل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کا عذاب کسی وقت دن میں یا رات میں تم پر نازل ہوگا۔ مجرم لوگ کس بات کی جلدی کرتے ہیں سُن رکھیں! لکلّ اُمّۃٍ اجل ط کہ نبی کی تکذیب کرنیوالی ہر اُمّت یا جماعت کیلئے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آجاتا ہے تو پھر ہلاک کردیئے جاتے ہیں اور ایک ساعت کی بھی تعجیل و تاخیر نہیں ہوتی کیونکہ ہر ایک اُمّت کیلئے جو انبیاءؑ کی مخالفت کرتی ہے۔ اور اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتی۔ اُس عذاب کا جس کا اے کافرو تم مطالبہ کرتے ہو ایک وقت ابتداء سے مقرر ہے۔ پس اے عرب کے کافرو! تمھارے لئے بھی اس سُنّت کے مطابق عذاب کا ایک وقت مقرر ہے جلدی مت کرو۔ کیونکہ اُسوقت سے پہلے تم پر عذاب نہیں آسکتا۔

پس یہ آیت اُس ہلاکت یا عذاب کی طرف اشارہ کرتی ہے جو رسولوں کی بعثت کے وقت ہر اُس جماعت پر آیا کرتا ہے جو اپنے رسول کی تکذیب کرتی ہے شریعت کے نسخ یا عدم نسخ کا اس آیت میں بالکل ذکر نہیں۔ بلکہ صاف اور کُھلے کُھلے الفاظ میں عذاب کے وقت کا ذکر ہے۔ اور اُس عذاب کا ذکر ہے جو منکرین رسول کریم صلعم سے آپکے وعدہ کے مطابق مانگتے تھے۔ اور جو ہر مکذّب جماعت پر آیا کرتا ہے بے شک اس میں تکذیب کرنیوالی کسی اُمّت کا استثناء نہیں لیکن یہ ذکر ہرگز نہیں کہ "کل آسمانی کتابوں کی ایک میعاد معین ہوتی ہے" جیسا کہ بہائیوں کا خیال ہے۔

(ب)

سورہ اعراف میں بھی یہ آیت آئی ہے وہاں بھی یہی مضمون ہے۔ چنانچہ لکلّ اُمّۃ اجل ط کے بعد معاً یہ آیت ہے یابنیٓ اٰدم اِمّا یاْتینّکم رُسُلٌ منکم یقصّون علیکم اٰیاتی فمَنِ اتّقیٰ واَصلحَ فلا خوف علیھم ولا ھُمْ یحزنون ہ یہاں بھی بعثت رُسل کے ذکر کے ساتھ اُسی عذاب اور ہلاکت کا بیان ہے جو رسول کی تکذیب کی وجہ سے کسی اُمّت پر آیا کرتا ہے جیسا کہ فمَنِ اتّقیٰ واَصلحَ اور فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ رسول کی بعثت کے وقت تکذیب کرنیوالے لکلّ اُمّۃ اجل ط کے قانون کے مطابق عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں اور جو لوگ فمن اتّقیٰ واصلح کے مصداق ہو کر رسول کو مان لیتے ہیں اور اپنی اصلاح کرلیتے ہیں وہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کے مصداق ہو کر کامیاب ہوتے اور عذاب سے بچ جاتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر سراج المنیر جلد اوّل میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے ای وقت معلوم وفی ذالک وعید لاھل مکۃ بالعذاب النازل فی اجل معلوم عند اللہ کما نزل بالامم الماضیۃ کہ اس آیت میں اہل مکّہ کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے کہ وہ عذاب ایک خاص وقت میں جو اللہ کو معلوم ہے انپر نازل ہونیوالا ہے بوجہ ان کی تکذیب کے جیسا کہ گذشتہ اُمّتوں پر نازل ہوا۔ ابن جریر کی تفسیر میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے یقول ولکل جماعۃ اجتمعت علیٰ تکذیب رسل اللہ وردّ نصائحھم والشرک باللہ اجل یعنی وقت لحلول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول اللہ اسوۃ حسنۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ و زندگی آپؐ کی ہر حرکت و ادا تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس رنگ میں ہمیں رنگین کرنا چاہا ہے اور اسلام کی جو غرض و غائت ہے اسکا اکمل اور اتم نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتا ہے اگر ہم آپؐ کی سیرۃ و سوانح سے واقف ہی نہ ہونگے اور اسپر غور و فکر نہ کرینگے تو اصل مقصد کو فوت کر دینے والے ہونگے اسلئے ہر مسلم کا یہ فرض ہے کہ وہ آپ کی پاکیزہ زندگی پر غور کرے اور اسے اپنے لئے دستور العمل اور نمونہ بنائے یہ سمجھ لینے کے بعد کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر غور کرنے کی ضرورت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے چند پہلوؤں پر بحث کرونگا ✦

دنیا میں اسوقت مختلف مذاہب کے لوگ موجود ہیں اور ہر زمانے میں خیالات اور عقائد کے لحاظ سے ایک قسم کا تفرقہ موجود رہا ہے اسلئے ہر زمانہ میں پاکیزہ زندگی کا مفہوم بھی مختلف سمجھا گیا ہے میں پاکیزہ زندگی کے متعلق مختلف قوموں اور مذاہب یا فلاسفروں کے خیالات کو پیش کر کے اس مضمون کو پیچیدہ نہیں بنانا چاہتا بلکہ نہایت سادگی اور صفائی سے یہ کہونگا کہ پاکیزہ زندگی سے یہ مراد ہے کہ جو انسان کی طبعی۔ اخلاقی اور روحانی قوّتوں کے صحیح استعمال اور تکمیل کا ذریعہ ہو جس سے ہر قسم کی پاکیزگی پیدا ہو۔ افسوس یہ ہے کہ لوگوں نے غلط فہمی سے افراط اور تفریط کے فلسفہ اور حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے پاکیزگی کا معیار بالکل بدل ڈالا ہے حالانکہ حقیقی پاکیزگی اور خوبی طبعی قوّتوں اور طاقتوں کی تعدیل اور انکے برمحل استعمال سے پیدا ہوتی ہے خواہ زندگی کے کسی شعبہ اور حصّہ کے متعلق ہو۔ ایک شخص بظاہر نہایت صاف اور ستھرا ہو ہر روز غسل کرتا ہو کپڑے بدلتا ہو اسکا مکان بھی صاف ہو لیکن اخلاق فاضلہ سے اسے کوئی حصّہ نہ دیا گیا ہو۔ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اسکی زندگی پاکیزہ ہے پس ہمارا نقطہ نظر نہایت بلند اور اعظم ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے پیدا کیا ہے اس لئے کہ آپؐ کی زندگی کے مقاصد میں یہ بات بھی داخل تھی اور آپؐ کے منصب رسالت اور مقصد دعوت کی تصریح میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے امیوں میں ایسے رسولؐ کو مبعوث فرمایا ہے جو انپر آیات اللہ کی تلاوت کرتا ہے اور انکو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان اور عالمگیر مشن کی حقیقت اور آپؐ کی دعوت کا مقصد بیان کیا گیا ہے ہر ایک حصّہ بجائے خود ایک مبسوط بحث چاہتا ہے مگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

العقوبات۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس جماعت کیلئے جو اللہ کے رسولوں کی تکذیب کرتی ہے ایک وقت ہے عذاب کا۔ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے وقتٌ لنزول العذاب بهم وهو وعيد لاهل مكة۔ کہ یہ آیت اس عذاب کی طرف اشارہ کرتی ہے جو مکہ والوں پر نازل ہونیوالا تھا۔ سورہ اعراف کی اس آیت سے پہلے جو آیات ہیں ان میں بھی عذاب کا اشارہ ہے چنانچہ قل من حرّم زينة الله الخ کے نیچے تفسیر سراج المنیر میں لکھا ہے قل يا محمد لهؤلاء المشركين الذين يطوفون بالبيت عراة ويحرمون اكل الطيبات من الرزق وغير ذالك مما احله الله تعالىٰ کہ اے محمد ان مشرکوں کو جو اللہ تعالیٰ کے حلال کئے ہوئے کو حرام ٹھیراتے ہیں لكلّ امّة اجل کی وعید سنا دو کہ انکے لئے انکے سخت گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے عذاب کا ایک وقت مقرر ہو چکا ہے۔

اُمّت کا لفظ عام ہے۔ ہر جماعت پر بولا جاتا ہے۔ خواہ تھوڑی ہو خواہ بہت۔ اقرب الموارد میں ہے۔ الاُمّةُ = الجيلُ من الحيّ۔ یعنی ایک خاندان کو بھی اُمّت کہتے ہیں۔ پس رسول کی تکذیب کرنے والی جماعت بہ نسبت ماننے والی جماعت کے تعداد میں ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے۔ اور وہ تکذیب کرنیوالے لوگ اُس رسول کی اُمّت اور قوم میں سے ہوتے ہیں۔ اس لئے اُمّت کا لفظ اُنہی تکذیب کرنیوالے لوگوں پر بولا گیا ہے۔ یہ ہے آیت کا صحیح مطلب

آیت کے الفاظ کی تشریح

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسجگہ ہم اس آیت کے الفاظ۔ یعنی کُلّ۔ امّت اور اجل پر تھوڑی سی بحث کریں اور بتائیں کہ لفظ کل ہمیشہ ہر ایک کے معنوں میں نہیں آتا بلکہ اسکے معنی کبھی بعض کے بھی ہوتے ہیں۔ جیساکہ قرآن شریف میں شہد کی مکھی پر وحی کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثمّ كلي من كلّ الثمرات الخ اے مکھی کہا بعض پھلوں سے اب یہاں كلّ الثّمرات الخ سے ساری دنیا کے پھل مراد نہیں ہو سکتے۔ اور بسا اوقات لفظ کل کثیر اور اکثر کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیساکہ حضرت سلیمانؑ کے متعلق قرآن شریف میں ہے وَاُوتِيْنَا من كل شيءٍ الخ مفسرین نے اسکے معنی کیئے ہیں کہ من كل شيءٍ كثرة ما اُوتِيَ یعنی اس کل سے کثرت مراد ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ فلانٌ يعلم كُلَّ شيءٍ کہ فلاں آدمی بہت علم رکھتا ہے اور اسی طرح لفظ اُمّت بھی کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک خاندان اور قبیلہ کو بھی اُمّت کہتے ہیں۔ رسول کی جماعت کو بھی اُمّت کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے ولتكن منكم امة يدعون الى الخير کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو داعی الی الخیر ہو۔ اب یہاں ساری اُمّت مراد نہیں بلکہ اُمّت کا ایک حصہ مراد ہے۔ پس اسی طرح لكلّ امّة اجل میں ساری اُمّت مراد نہیں۔ حضرت ابراہیم۔ اسمٰعیل۔ اسحٰق اور یعقوب علیہم السّلام کو تلك امة قد خلت فرمایا کہ یہ ایک اُمّت تھی جو گذر چکی۔ اسی طرح لفظ اجل کے معنی۔ وقت۔ عذاب اور موت کے قرآن کریم میں آئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہائی " ان معنی سے تو لکل امۃ اجل کی آیت کسی اُمّت پر بھی حجّت نہیں ٹھیرتی۔ کیونکہ اللہ پاک نے جو ایک حجّت تمام اُمّتوں پر پیش کر کے انکو ملزم گردانا تھا اُسکو آپنے بالکل بیکار کر دیا۔ کیونکہ اگر ہم کل کے معنی بعض کے لیں تب یہودی کہتے ہیں کہ بعض اُمّتوں کی طرف یہ خطاب ہو تو ہو ہم اسمیں شامل نہیں۔ اور اسی طرح نصاریٰ اپنے آپکو علیحدہ کر سکتے ہیں وعلیٰ ہذا القیاس ہر ایک اُمّت اپنے آپکو اس دلیل قاطع کی زد سے بچا سکتی ہے۔"

احمدی یہ کس احمق نے آپکو کہا ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ پر حجّت ہے۔ جب وہ قرآن شریف کو مانتے ہی نہیں اور جھوٹا کہتے ہیں تو قرآن کی کوئی آیت اُنپر حجّت کیونکر ہو سکتی ہے۔ قرآن تو ماننے والوں پر حجّت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس آیت کا وہ مطلب ہی نہیں جو بہائی بیان کرتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہود و نصاریٰ پر ہم اور دلائل سے حجّت قائم کرتے ہیں۔ اور وہ حجّت اُنہی کی کتابوں سے پیش کرتے ہیں۔

لفظِ کُلّ اور اہل بہاء

اہل بہاء کا یہ دعویٰ کہ لکل امۃ اجل ط کی آیت میں "کسی اُمّت یا کتاب کا استثناء نہیں ہے لہٰذا اُمّت محمدی اور قرآن مجید بھی اسی کلیہ کے ماتحت میعادی اور قابل نسخ ہیں۔" درست نہیں۔ کیونکہ اہل بہاء اسی کُلّ سے کئی جگہ اُمّت بہائیہ و بابیہ کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ بہاء اللہ نے یہ اصول باندھا ہے کہ ہر شریعت کی میعاد ایک ہزار سال ہوتی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے "در راس ہزار ساعد از بیدو اقل تجدید شود۔" جسکی عربی یہ ہے۔ اَلْکُتُبُ تَجَدَّدُ عَلیٰ رَاْسِ کُلِّ اَلْفِ سَنَۃٍ۔ لیکن بہائی لوگ یہاں پر اس کُلّ سے اپنے آپکو نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت بہائیہ اس سے مستثنیٰ ہے اسکی میعاد ہزار سال نہیں بلکہ اسپر پانچ لاکھ سال گذرنے پر اجل وارد ہوگی۔ اسیطرح شریعت بابیہ کو بھی اس کل سے نکالتے ہیں۔ اور ہزار سال بلکہ سَو سال سے بھی بہت پہلے اسکو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

پس جب اہل بہاء خود لفظِ کُلّ کے معنی ہر ایک اُمّت نہیں لیتے۔ اور اُمّت بابیہ و بہائیہ کو مستثنیٰ کرتے ہیں تو پھر ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بھی لِکُلِّ اُمَّۃٍ اجل ط سے (اہل بہاء کے بیان کردہ معنی کو تسلیم کر کے) اُمّت محمدیہ کو مستثنیٰ قرار دیں۔ پھر ہم اُمّت محمدیہ کا بلا دلیل استثناء نہیں کرتے بلکہ ہمارے پاس خدائی ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمّت محمد صلعم کو خیر اُمّت کہا ہے۔ لیکن اُمّت بہائیہ کے پاس اس قسم کا کوئی ثبوت نہیں اور وہ بلا وجہ اپنے آپکو کل کے لفظ سے الگ کرتے ہیں۔ اسی طرح اہل بہاء لفظ کُلّ سے ایک اور مقام پر اپنا استثناء کرتے ہیں۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح لکل امۃ اجل ط ہے اور بقول اہل بہاء اسمیں کسی اُمّت یا شریعت کا استثناء نہیں ہے۔ بعینہٖ اسی طرح یہ آیت ہے وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلٌ ط کہ ہر اُمّت کا ایک پیغمبر یا رسول ہوتا ہے۔ لیکن بہائی اور بابی اُمّت کا کوئی رسول نہیں۔ چنانچہ اہل بہاء کہتے ہیں کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"نہ سید علی محمد باب کا دعویٰ نبوت کا تھا۔ نہ اہل بہاء انکو یا حضرت بہاء اللہ کو نبی مانتے ہیں۔" کوکب ہند جلد ۴ نمبر ۵ (۹)

کتاب الفرائد میں لکھا ہے: "نہ در الواح مقدسہ ادّعاء نبوۃ وارد شدہ و نہ بر السنہ اہل بہاء لفظ نبی بر آں وجود اقدس اطلاق گشتہ" صفحہ ۲۷ کہ نہ بہاء اللہ نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور نہ اہل بہاء نے کبھی بہاء اللہ کو نبی یا رسول کہا۔ کیونکہ "مقام او مقام نیابت و خلافت و امامت نیست بل ظہور کلی الٰہی" ص ۲۸۲ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ اور مقام نبی، خلیفہ اور امام بننے کا نہیں بلکہ پورے طور پر خدا کے ظہور ہونے کا دعویٰ ہے کیونکہ

"کلام الٰہی اور احادیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ اب نبوت اور رسالت کا دورہ نہیں ہے بلکہ ربوبیت و الوہیت کا دورہ ہے"

(دیکھو بہائیوں کی کتاب المعیار الصحیح مصنفہ سید مصطفےٰ رومی بہائی صفحہ ۷۶) یعنی آنحضرت صلعم کے بعد اب کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ کیونکہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے خاتم ہیں یہ آیت کے صاف معنیٰ ہیں یہی جمہور اسلام مانتے ہیں اہل بہاء بھی اس سے متفق ہیں اور پوری صفائی سے کہتے ہیں کہ بیشک جس چیز کا آغاز ہے اسکا انجام بھی ہے (قد جعل اللہ لکل شیءٍ قدرا) دورِ نبوۃ پہلے نبی سے شروع ہو کر آخری نبی پر ختم ہو گیا۔" کوکب ہند جلد ششم نمبر ہفتم

"اسلئے اہل بہاء نبوت کو ختم مانتے ہیں اور حضرت بہاء اللہ کو نبی و رسول نہیں کہتے۔" کوکب ہند جلد ششم نمبر ہفتم ص ۳۶

پس جب اہل بہاء "حضرت بہاء اللہ" کو رسول نہیں کہتے تو پھر اسکو کیا مانتے ہیں بہائی اسکا جواب دیتے ہیں کہ:۔

"ہم حضرت بہاء اللہ کو سب دینوں کا موعود اور پرماتما کا اوتار جانتے ہیں۔" کوکب ہند ۲ اگست ۱۹۲۷ء

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو ایک مقتدر بہائی کہتا ہے:۔

"بالوہیت حیّ لایزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم۔" بہجۃ الصدور صفحہ ۳۰۷ کہ ہم اہل بہاء جمال قدم بہاء اللہ کی خدائی اور الوہیت پر یقین رکھتے ہیں اور اسکو حیّ و لازوال جانتے ہیں۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ جب بہائی لوگ باب کو اور "حضرت بہاء اللہ کو نبی و رسول نہیں کہتے" تو بتائیں کہ جب بعینہٖ لکل امۃ اجل کی طرح لکل امۃ رسول بھی ایک آیت ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک اُمت کا ایک رسول ہوتا ہے اور اسمیں کسی اُمت کا استثناء نہیں ہے۔ تو بہائی اور بابی اُمت کا کونسا رسول ہے؟

اگر بہائی اسکا جواب یہ دیں کہ چونکہ دورِ رسالت ختم ہو گیا ہے اسلئے اہل بہاء "حضرت بہاء اللہ کو نبی و رسول نہیں کہتے" تو پھر ہمارا بھی حق ہے کہ ہم انکو یہ جواب دیں کہ "جس چیز کا آغاز ہے اسکا انجام بھی ہے" قد جعل اللہ لکل شیءٍ قدرا کہ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا ہے اسلئے دورِ شریعت پہلی کتاب سے شروع ہو کر آخری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتاب قرآن مجید پر ختم ہو گیا۔ کیونکہ دورِ شریعت کا بھی ایک اندازہ اور حد ہے۔ لیکن خدا کی قدرت کا آخر نہیں ہے اسلئے اب شریعت کا دور ختم کر کے خدا تعالیٰ ایک نئی شان سے اپنے بندوں کی اصلاح فرماتا ہے۔ کیونکہ کل یوم ھو فی شان (الرحمٰن)

ہوئے ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں ✣ زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

نئی شریعت کب آتی ہے؟

نئی شریعت کی کب ضرورت ہوتی ہے؟ سو اسکے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اوّل نئی شریعت کی اُسوقت ضرورت ہوتی ہے جب پہلی شریعت ضروریاتِ انسانی کو پورا نہ کر سکے یا اب پورا کر رہی ہے مگر آیندہ نہ کر سکیگی۔ اہل بہاء بتائیں کہ وہ کونسی ضرورت ہے جسکے متعلق قرآن نے کوئی علاج نہیں بتایا؟

دوسرے ۔ نئی شریعت کی ضرورت اُسوقت ہوتی ہے جبکہ پہلی شریعت محرّف و مبدّل ہو جائے۔ اس بات کے اہل بہاء بھی قائل ہیں کہ قرآن میں ابھی تک کوئی تحریف و تبدیل نہیں ہوئی۔ پس کسی نئی شریعت کا آنا باطل ہوا کیونکہ جب تک قرآن شریف محرّف و مبدّل نہ ہوا اُسوقت تک کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی۔

تیسرے ۔ نئی شریعت کیلئے ضروری ہے کہ پہلی شریعت سے بڑھکر ہو۔ یعنی وہ صداقتیں بیان کرے جو پہلی شریعت میں نہ ہوں۔ اس اصل کو قرآن شریف نے خود بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا۔ قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدیٰ منھما اتبعہُ ان کنتم صادقین۔ کہ اے نبی کہدو۔ لاؤ کوئی کتاب جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہو اور قرآن سے زیادہ رہنمائی کرنیوالی ہو۔ اگر تم سچے ہو قرآن شریف کا یہ ایک چیلنج ہے اور تیرہ سو برس سے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کتاب اس سے اھدیٰ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ آیت ہمیشہ کیلئے ہے۔ کسی خاص وقت اور زمانے کیلئے نہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما ننسخ من اٰیۃٍ او ننسھا نأت بخیرٍ منھا او مثلھا الخ کہ جو آیت ہم منسوخ کرتے ہیں تو اُس سے بہتر لاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شریعت منسوخ ہوتی ہے تو اُس سے بہتر اور عمدہ شریعت نازل کی جاتی ہے۔ اس اصل کے ماتحت اب اگر ہم شریعت بابیہ کا جسکو شریعتِ قرآن کا ناسخ کہا جاتا ہے قرآنی شریعت سے مقابلہ کریں تو صاف معلوم ہو گا کہ بابی شریعت اس قابل بھی نہیں کہ شریعت قرآن کے مقابلہ میں اس کا نام لیا جائے چہ جائیکہ مقابلہ کیا جائے۔ چونکہ یہ بات طوالت کو چاہتی ہے۔ اور پوری بحث اسجگہ نہیں کی جا سکتی اسلئے بابی شریعت کے چند احکام لکھے جاتے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہو تو مکرمی مولوی فضل الدین صاحب کی کتاب "بہائی مذہب کی حقیقت" کو صفحہ ۸۴ سے صفحہ ۹۶ تک ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مقابلہ ہم اس لئے

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شریعت بابیہ کے احکام

شریعت بابیہ کا پہلا حکم۔ یہ ہے کہ لا یجوز التدریس فی کتب غیر البیان الخ البیان باب ۲ واحد یعنی کسی کیلئے جائز نہیں کہ باب کی کتاب البیان کے سوا کوئی دوسری کتاب پڑھے یا پڑھائے۔ اور جسقدر علوم متداولہ ہیں کسی بابی کو جائز نہیں کہ انکو حاصل کرے۔ یا انکی تعلیم دے۔

شریعت بابی کا دوسرا حکم۔ الباب السادس من الواحد السادس فی حکم محو الکتب کلھا الا ما انشئت او تنشئ فی ذالک الامر الخ کہ دنیا میں جسقدر کتابیں پائی جاتی ہیں سب کو مٹا دینا چاہیئے بجز اُن کتابوں کے جو بابی مذہب کی تائید میں لکھی جائیں۔

بابی شریعت کا تیسرا حکم۔ کہ جو لوگ علی محمد باب پر ایمان نہیں لاتے وہ پلید اور واجب القتل ہیں۔ چنانچہ نقطۃ الکاف کے مقدمہ صفحہ ۵ پر لکھا ہے۔ کہ "ایشاں کسانے را کہ مومن بباب نبودند نجس و واجب القتل مے دانستند" کہ باب کے مریدان لوگوں کو جو باب کو نہیں مانتے ناپاک اور واجب القتل جانتے ہیں۔ اس حکم کی تصدیق عبد البہاء بہاء اللہ کا بیٹا اور خلیفہ بھی کرتا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ

"در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق[۱] و حرق کتب و اوراق[۲] و ہدم بقاع[۳] و قتل عام الا من آمن[۴] و صدق" مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ کہ حضرت اعلیٰ باب کا حکم البیان میں یہی ہے کہ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے اُن کی گردنیں اُڑا دی جائیں۔ اور ان کا قتل عام کیا جائے۔ اور تمام علوم و فنون کی کُتب اور مذاہب عالم کی مقدس کتابوں کو جلا دیا جائے۔ اور مقامات مقدسہ اور قبور انبیاء و اولیاء کو گرا دیا جائے۔

بابی شریعت کا چوتھا حکم۔ "الباب الخامس من الواحد الخامس فی بیان حکم اخذ اموال الذین لا یدینون بالبیان و حکم ردہ ان دخلوا فی الدین" الخ کہ اس باب میں اُن لوگوں کے مال چھین لینے کا حکم دیا گیا ہے جو میری کتاب البیان کو نہیں مانتے۔ اور جو ایمان لے آئیں انکے مال واپس کر دینے کا حکم دیا گیا ہے پھر لکھا ہے۔ "کل از کل گرفتہ می شود الا آنکہ داخل شوند در ظل دین او" (باب ۵ واحد ۵) کہ غیر بابی سے اسکا سارا مال و اسباب چھین لیا جائے۔ مگر یہ کہ وہ بابی ہو جائے۔ پھر البیان کے اسی باب میں لکھا ہے کہ "بر نفسے ہم صاحبش حلال نیست الا بایمان او" کہ کسی شخص پر اپنی جان بھی حلال نہیں اگر وہ باب پر ایمان نہیں لاتا۔ یعنی ایسے شخص کا مار ڈالنا جو باب کے دین میں داخل نہیں منع نہیں ہے۔

بابی شریعت کا پانچواں حکم۔ قد فُرِضَ علیٰ ملک یبعث فی دین البیان ان لا یجعل احداً علیٰ ارضہ ممن لم یدن بذالک الدین و کذالک فُرِضَ علی الناس کلھم الخ کہ ہر بابی بادشاہ فرض کیا گیا ہے کہ اپنے علاقہ اور ملک میں کسی غیر بابی کو سوائے تجارت پیشہ شخص کے آنے یا رہنے کی اجازت نہ دے۔ اور اسی طرح تمام بابیوں پر فرض ہے۔

بابی شریعت کا چھٹا حکم۔ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ جو شخص باب کو ناخوش کرے اُسکو جس طریق سے بھی ممکن ہو جان سے مار ڈالو۔

بابی شریعت کا ساتواں حکم: "اگر کسے عمارتے گذارد۔ و آنرا بکمال آنچہ دراں ممکن است نرساند ہیچ آنے براں شے نمی گذرد۔ مگر آنکہ ملائکہ طلب نقمت مے کنند از خداوند براو۔ بلکہ ذرات آں بناء ہم طلب میکنند" یعنی علی محمد باب کہتا ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی عمارت بنانی شروع کی، تو خواہ ضرورت ہے یا نہ رہے۔ پاس روپیہ ہو یا نہ ہو۔ اُس کا فرض ہے کہ وہ اس عمارت کو اس درجہ تک کامل کردے کہ کوئی درجہ کمال کا باقی نہ رہے۔ ورنہ فرشتے اور اس عمارت کے ذرات اس شخص کے لئے خدا سے عذاب کی دُعا مانگتے ہیں۔ یہ حکم معقولیت سے جسقدر دُور ہے اُسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ یہ ہے وہ شریعت جسکے متعلق ناسخ شریعتِ قرآن ہونے کا ادّعاء کیا جاتا ہے۔

بابی شریعت کا آٹھواں حکم۔ البیان باب ۱۱ واحد ۶ میں لکھا ہے:۔ "دوست می دارد خداوند کہ در ہر حال اہل بیان برفوقِ سریر یا عرش یا کرسی نشینند کہ آں وقت از عمر او محسوب نمی گردد"۔ کہ خدا کو یہ بات پسند ہے کہ بابی لوگ ہر حال میں چارپائی یا تخت یا کرسی پر بیٹھیں کیونکہ جتنا وقت ان چیزوں پر بیٹھیں گے وہ انکی عمروں میں شمار نہ ہوگا۔

معلوم ہوتا ہے کہ باب کو خود اپنی زندگی میں کرسی یا تخت اور چارپائی پر پابندی کے ساتھ بیٹھنے کا موقع نہیں ملا ورنہ اسکی عمر بھی خوب لمبی ہوتی اور اتنی جلدی ۳۴ سال کی عمر میں قتل نہ کیا جاتا۔ اہل بہاء کیلئے درازیٔ عمر کا نسخہ بہت اچھا ہے۔

بابی شریعت کا نواں حکم۔ "الباب الثامن من الواحد التاسع فی حرمۃ التریاق والمسکرات والدواء مطلقاً" (باب ۸ واحد ۹) کہ جس طرح نشہ آور چیزوں کا استعمال منع ہے اسی طرح بیماروں کے علاج میں دوا کا استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ میرزا عبدالحسین بہائی بھی الکواکب الدریہ کے صفحہ ۳۲۳ پر اس حکم کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ افیون اور حقّہ کے ساتھ دواؤں کا استعمال کرنا بھی باب نے حرام قرار دیا تھا۔

بابی شریعت کا دسواں حکم۔ علی محمد باب نے حکم دیا تھا کہ نکاح کے لئے صرف عورت اور مرد کی رضامندی کافی ہے۔ بہاء اللہ اسکے متعلق لکھتا ہے:۔ "انہ قد حدّد فی البیان برضا الطرفین انا لما اردنا المحبۃ والوداد۔ واتحاد العباد لذا علقناہ باذن الابوین بعدھما لئلا تقع بینھم الضغینۃ والبغضاء" (کتاب اقدس) کہ باب نے اپنی کتاب بیان میں صرف فریقین کی رضامندی کو نکاح کیلئے کافی سمجھا تھا۔ لیکن ہم چونکہ بندوں میں اتحاد اور محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ہم نے مرد و عورت کی رضامندی کے علاوہ انکے ماں باپ کی رضامندی کو بھی ضروری شرط قرار دیا ہے۔ تاکہ انکے درمیان دشمنی اور عداوت واقع نہ ہو۔

اس حوالہ سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ باب اور بہاء اللہ کی شریعت کا ایک سرچشمہ نہیں۔ کیونکہ باب کے احکام کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah
دشمنی اور عداوت پیدا کرنے کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ اور بہاء اللہ اپنے احکام کو اتحاد اور محبت کا ذریعہ بیان کرتا ہے۔

دوسرے یہ معلوم ہوا کہ جس طرح باب کی غیر معقول تعلیم خدائی سرچشمہ سے نہیں نکلی۔ اسی طرح بہاء اللہ کی تعلیم بھی اسکی اپنی خود ساختہ ہے۔ کیونکہ اگر دونو تعلیمیں خدائی سرچشمہ سے نکلی ہوتیں۔ تو ان دونو کا نازل کرنے والا خدا یہ کبھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ باب کی تعلیم سے تو دشمنی اور عداوت پیدا ہوتی ہے اسلئے اب میں بہاء اللہ پر ایسی تعلیم نازل کرتا ہوں جس سے محبت اور اتحاد کو ترقی ہو۔

ناظرین! بابی شریعت کے یہ ہیں وہ چند احکام جنکے متعلق بابی کہتا ہے لا فاکش بدہن کہ بابی شریعت قرآنی شریعت کی ناسخ ہے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا بجائے اسکے کہ ہم اسپر کوئی رائے زنی کریں اور بتائیں کہ بابی شریعت کے احکام معقولیت اور سلامتی سے کتنے دور ہیں۔ خود اہل بہاء کو پیش کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ باب کی شریعت اسقدر غیر معقول اور ناقص تھی جسکا نفوذ اور اجراء دنیا میں کسی طرح ممکن نہ تھا۔ چنانچہ ایک بلند پایہ بہائی لکھتا ہے۔ "در تعلیمات حضرت نقطۂ اولیٰ روح ماسواہ فداہ احکامے یافت می شود کہ ابداً اقتضاء نفوذ بلکہ امکان اجرا ندارد تا آنکہ منتظر بالتسیم حتے بر شریعت ایشاں بگذرد" (المناظرات الدینیہ صفحہ ۱۶۷ مطبوعہ مصر) کہ باب کی تعلیمات میں ایسے احکام پائے جاتے ہیں جو ہرگز اس بات کے مقتضی نہیں کہ وہ دنیا میں رواج پائیں اور جاری ہو سکیں۔ چہ جائیکہ ہم اس بات کا انتظار کریں کہ ایک مدت اس شریعت پر گذرے۔

بابی شریعت کی ایسی نامعقول تعلیم کے ہوتے ہوئے کیا کوئی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ بابی شریعت کبھی قرآنی شریعت کی ناسخ ہو سکتی ہے؟ اہل بہاء پر واجب ہے کہ پہلے وہ اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ باب کی شریعت۔ قرآنی شریعت سے بہتر اور اکمل ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کہتا ہے ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا الخ کہ ہم ایک شریعت کو منسوخ کرکے اس سے بہتر اور عمدہ شریعت نازل کرتے ہیں۔

پس جبتک بہائی شریعت بابیہ کو شریعت قرآن سے بہتر اور عمدہ ثابت نہ کریں اسوقت تک انکو یہ حق حاصل نہیں کہ بابی شریعت کو قرآنی شریعت کا ناسخ کہیں ؛

لکلّ اجلٍ کتاب

یہ آیت بھی عذاب کی تعیین کرتی ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے یہ آیت ہے وما کان لرسول ان یأتی بآیۃ الا باذن اللہ لکل اجل کتاب یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب o اور اسکے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فوراً ہی یہ آیت ہے وَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ الخ پس آیت کا سیاق و سباق صاف ظاہر کر رہا ہے کہ یہاں عذاب کا ذکر ہے۔ اُمتوں کی ہلاکت یا شریعتوں کے منسوخ ہونیکا ذکر نہیں۔

نیز لکل اجل کتاب میں کتاب سے مراد شریعت کی کتاب نہیں۔ بلکہ اس سے مراد خدا کا علم اور علم الٰہی ہے جسمیں ہر چیز کا ایک وقت لکھا ہوا ہے۔ چونکہ یفسّر بعضہ بعضاً قرآن مجید کی شان ہے۔ اسلئے ہم دوسری آیت سے اسکی تفسیر کرتے ہیں۔ سورۃ الحجر کے پہلے رکوع میں یہ آیت ہے۔ وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا وَلَھَا کِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ کہ ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اسکے لئے ایک کتاب معلوم تھی۔ یعنی ایک وقت خاص خدا کے علم میں اُنکی ہلاکت کے لئے مقرر تھا۔ اسی طرح ایک اور آیت ہے کہ وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتَابًا مُّؤَجَّلًا کہ ہر ایک نفس کی موت اللہ کے حکم سے ہوتی ہے۔ یہ کتاب مؤجل ہے یعنی ایک وقت خاص اُسکی موت کا لکھا ہوا ہے۔ اور اگر اہل بہاء کے ہی معنی درست مان لئے جائیں کہ ہر زمانے کے لئے ایک کتاب ہوتی ہے تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ قرآن مجید اب منسوخ ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اس زمانے کیلئے قرآن مجید کتاب ہے جلو چھٹی ہوئی۔

یمحوا اللہ ما یشاء الخ کی آیت وعیدی پیشگوئیوں کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب کی پیشگوئی کو اگر لوگ اصلاح کرلیں تو ٹلا دیتا ہے اور اس بات کا انکار بہائی بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بہاء اللہ نے ایقان میں اس کی بحث کی ہے اور اس کا نام اس نے بدا رکھا ہے۔ یَمْحُوْ لفظ محو سے نکلا ہے جسکے معنی ہیں کسی چیز کو مٹا دینا۔ تباہ و برباد کر دینا۔ چنانچہ علی محمد باب نے اپنی کتاب البیان میں لکھا ہے۔ "الباب السادس من الواحد السادس فی حکم محو الکتب کلھا" الخ اسکی تفسیر عبد البہاء نے کی ہے۔ "حرق کتب و اوراق" مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ کہ کتابوں کو جلا دینا۔ تباہ و برباد کر دینا۔

پس عبد البہاء کی تفسیر کی رو سے جو اُس نے لفظ "محو" کی کی ہے یمحوا اللہ ما یشاء الخ کے معنی ہوئے کہ اللہ عذاب سے تباہ کر دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے یعنی نجات دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور وہی کتاب کا سرچشمہ اور منبع ہے اُسی کے پاس ہر چیز کا حال لکھا ہوا ہے۔

قرآن مجید کی میعاد دُنیا کے آخر تک ہے

بہائی۔ "یہ دعویٰ کہ اُمت محمدی یا فرقان حمید کی میعاد۔ دنیا کے آخری دن تک معیّن ہے۔ قابل قبول نہیں جب تک کہ قرآن سے ہی ثبوت نہ پیش کیا جائے۔ کیونکہ ہر اُمت یا کتاب کا مؤجل میعادی ہونا خود قرآن ہی کا دعویٰ ہے۔ اسلئے اس میعاد کا تعیّن خود قرآن یا حامل قرآن (رسول کریم صلعم) کی زبان سے کرنا چاہیئے۔ ورنہ ہر اُمت کہہ سکتی ہے کہ ہماری اُمت و کتاب کی میعاد دنیا کے آخری دن تک ہے جیسا کہ یہودی اور عیسائی بھی اپنی نسبت یہی کہتے ہیں"

احمدی۔ یہ کہنا کہ ہر کتاب کے مؤجل میعادی ہونیکا قرآن نے دعویٰ کیا ہے بڑا فریب ہے کیونکہ لکل اُمة اجل سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہرگز یہ معلوم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں ہاں اس بات کا ثبوت کہ قرآن کی میعاد۔ دنیا کے آخری دن تک ہے ہمارے ذمہ ہے۔ پس سنو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

دلیل اوّل۔ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۙ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۔ کہ اگر ہم چاہیں تو بیشک لیجائیں اسکو جو ہم نے وحی کی ہے تمہاری طرف۔ پھر تم اُسکے لانیکے لئے اپنا کوئی وکیل ہمارے مقابلہ میں نہ پاؤ۔ مگر یہ تمہارے پروردگار کا تم پر فضل اور رحمت ہے کہ وہ اسکو باقی رکھیگا۔ بیشک اُسکا فضل اے نبی تم پر بہت ہے۔ یہ آیت نص صریح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں وعدہ فرماتا ہے کہ اپنی خاص رحمت اور فضل سے اس قرآن کو نہیں لیجائیگا اور باقی رکھیگا۔

دوسری دلیل۔ واتل ما اوحي اليك من كتاب ربك لا مبدل لكلماته۔ (سورہ کہف) یہ قرآن کا دعویٰ ہے اور اسمیں لا نفی جنس کا ہے تو جب قرآنی کلمات بدلنے والے اور تحریف ہونیوالے نہیں۔ اور اسی طرح دائم و قائم رہنے والے ہیں تو پھر اسکے ہوتے ہوئے نئی شریعت کس طرح آسکتی ہے۔ کیونکہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں آسکتیں۔

تیسری دلیل۔ كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله الخ (آل عمران) کہ سب اُمتوں میں تم بہتر اُمّت ہو۔ تم لوگوں کے فائدے کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔ تم نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ تم ایک اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اس سے معلوم ہُوا کہ یہ اُمّت ساری اُمتوں سے بڑھکر نافع للناس ہے۔ اور نافع للناس کے متعلق ارشاد ہے ما ينفع الناس فيمكث في الارض الخ کہ جو چیز نافع الناس ہوتی ہے وہ دیر تک رہتی ہے اور اُسکی عمر لمبی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے اُمّت محمدی کی عمر تمام دیگر اُمتوں سے زیادہ لمبی ہونی چاہیئے۔ اور وہ اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ اُمّت محمدی دنیا کے آخری دن تک رہے۔ اور ہزار سال کے بعد منسوخ نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس سے پہلے یہ اُمّت ہلاک ہو جائے۔ تو پھر خیر اُمّت نہیں رہتی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خیر اُمّت ہونے کی تین صفات بیان کی ہیں اوّل تأمرون بالمعروف۔ دوسرے تنهون عن المنكر۔ تیسرے تؤمنون بالله۔ اُمّت محمدی خدا کے فضل سے ہر زمانے میں ان تین صفات سے متصف رہی ہے۔ اور اسی طرح آئندہ دنیا کے آخری دن تک رہیگی کیونکہ رسول کریم صلعم کی حدیث ان الله يبعث لهذه الامة الخ کے مطابق اللہ کے نیک بندے مجدّدین اس اُمّت میں برابر آتے رہے ہیں۔ جو كنتم خير امة کے پورے پورے مصداق ہوتے تھے۔ اب اسی طرح یہ سلسلہ دنیا کے آخری دن تک چلا جائیگا۔ پھر خَیْر کا لفظ بتاتا ہے کہ کوئی بھی اُمّت۔ اُمّت محمد سے بہتر نہیں۔ تمام اُمتوں پر اسی اُمّت کو فضیلت ہے۔ نہ اس سے بہتر پہلے کوئی اُمّت ہوئی۔ اور نہ اب آئندہ ہو سکتی ہے کیونکہ خَیْر اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اور خير امة مطلق ہے۔ کسی خاص زمانے سے مقیّد نہیں۔ ماضی مستقبل اور حال تینوں زمانوں پر حاوی ہے۔ اور جس طرح بہائی لكل امة اجل کی آیت پیش کر کے کہتے ہیں کہ اسمیں "کسی اُمّت یا کتاب کا استثناء نہیں"۔ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ كنتم خير امة میں کسی اُمّت کا استثناء نہیں۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی اُمّت نہیں جس سے اُمّت محمدی بہتر نہ ہو۔ پس ثابت ہُوا کہ اب دُنیا کے آخری دن تک یہی اُمّت اور شریعت رہیگی۔ کیونکہ عمدہ اور بہتر چیز کو کبھی کوئی ذی عقل ہلاک نہیں کرتا۔ پھر خداوند تعالیٰ ایک بہتر اُمّت کو کیونکر ہلاک کرنے لگا۔ ہاں اگر اہل بہاء یہ ثابت کردیں کہ اُمّت محمدی خیر اُمّت نہیں تو پھر اُنکا یہ دعویٰ کہ اُمّت محمدی پر اجل آگئی ایک حد تک وزن دار ہوگا۔

پھر جس طرح اللہ اکبر ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے کوئی چیز ایسی نہیں جس سے اللہ بڑا نہ ہو۔ اسی طرح خَیْرَ اُمَّۃٍ بھی ہے کہ کوئی اُمّت بھی ایسی نہیں جس سے یہ اُمّت بہتر اور اعلیٰ نہ ہو۔ کیونکہ خَیْرٌ بھی اَکْبَرُ کی طرح اسم تفضیل ہے جو ہر ایک اُمّت پر حاوی ہے ؎

چوتھی دلیل۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ o کہ ہم قرآن سے ایمان لانیوالوں کیلئے شفاء اور رحمت نازل کرتے رہینگے۔ یعنی جب کبھی لوگ گمراہ ہوں گے تو قرآن ہی سے ہدایت ظاہر ہوگی۔ اور اسکا اُتارنا زمانے کے لحاظ سے شفاء اور رحمت ہوگا۔ یعنی جسوقت قرآن سے ہدایت کا اُتارنا مناسب ہوگا۔ اُسوقت اللہ تعالیٰ اُتاریگا۔ لوگ خود نہیں سمجھ سکتے۔ جبتک خدا خود نہ سمجھائے۔ اور خدا کا سمجھانا مامور و مصلح کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ تو آیت کا مطلب یہ ہُوا کہ اُمّت محمدی میں مصلحین و مجددین آتے رہینگے جو قرآن کے ذریعہ سے لوگوں کی اصلاح و رہنمائی کیا کرینگے۔ نُنَزِّلُ مضارع کا صیغہ ہے جو حال و استقبال دونوں زمانوں کو شامل ہے ؎

پانچویں دلیل۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط کہ اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول پر پختہ ایمان رکھو۔ اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے اس رسول پر نازل کی ہے۔ اور اُس کتاب پر بھی ایمان لاؤ جو اس سے پہلے اللہ نے اُتاری۔

اس آیت سے ثابت ہُوا کہ قرآن کے بعد کوئی کتاب آنیوالی نہیں۔ کیونکہ اسمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن اور قرآن سے پہلی الکتاب پر ایمان رکھنے کا حکم دیا ہے۔ پیچھے آنیوالی کسی کتاب کا ذکر نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہُوا کہ کوئی نئی کتاب اب نہیں آئیگی۔ بلکہ قرآن ہی اب آخری کتاب ہے۔ کیونکہ اگر قرآن کے بعد کوئی کتاب آنیوالی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور اُسکا بھی ذکر کرتا ؎

چھٹی دلیل۔ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ ط کہ یہ قرآن سب سے زیادہ مضبوط اور اعلیٰ راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور ہمیشہ کرتا رہیگا۔

یہ آیت بھی نص صریح ہے کہ قرآن ہی ہمیشہ لوگوں کا ہادی اور رہنما رہیگا۔ یہدی مضارع کا صیغہ ہے جو استقبال کو بھی شامل ہے۔ اور استقبال کا زمانہ محدود نہیں دُنیا کے آخری دن تک ممتد ہے۔ اسلئے قرآن کا بھی دنیا کے آخری دن تک ہادی و رہنما ہونا ثابت ہُوا۔ ھی اقوم۔ کہکر بتایا کہ مضبوط سے مضبوط اور عمدہ سے عمدہ راستے کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے۔ اب اگر کوئی نئی کتاب آئے تو اس سے بڑھکر اور کس راستے کی طرف رہنمائی کریگی کیونکہ بہتر سے بہتر راستہ جو ہو سکتا ہے اسکی طرف تو رہنمائی کرنیکا قرآن شریف خود دعویٰ کرتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں صرف یزکّیھم کی طرف آپکو توجہ دلاتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کا اعلیٰ مقام اس آیت سے بھی پتہ لگتا ہے آپ خود ہی پاکیزہ زندگی نہیں رکھتے بلکہ آپ میں وہ قدرت اور قوّت قدسی رکھی گئی ہے کہ جو شخص آپ کے دامن سے حقیقی طور پر وابستہ ہو جاتا ہے آپ اسے بھی پاک صاف کر دیتے ہیں اور اس لحاظ سے آپ کا ایک نام مزکّی بھی ہے۔ اپنے اندر پاکیزگی پیدا کر لینی ناممکن نہیں لیکن دوسروں کو پاکیزہ بنا دینا یہ آسان کام نہیں ہے۔ پھر یزکّیھم کا اسیقدر مفہوم نہیں بلکہ اسکا پورا مفہوم یہ ہے کہ اس قوم یا جماعت کو گناہوں سے اور ہر قسم کے گند سے بچائے اور ان میں بالمقابل نیکیاں اور خوبیاں پیدا کرے اعلیٰ مدارج کی طرف لیجائے اور انکے کاموں میں اخلاص اور کامل اطاعت پیدا کر دے اور نہ صرف یہ بلکہ اس قوم اور جماعت کو دین و دنیا میں ہر قسم کی ترقی دے اور بڑھائے۔ ان میں جہالت ہو تو اسے دور کر کے علمی ترقیات سے بہرہ ور کرے مالی حیثیت سے ممتاز نہ ہو تو ممتاز کرے۔ تعداد کے لحاظ سے کم ہو تو اسکی عددی قوّت کو بڑھا دے۔ غرض ہر پہلو سے ان کی ترقی کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور درجہ اسی ایک کام کے لحاظ سے کتنا بلند اور ممتاز ہے یہ آپ کا منصب دعوت تھا اور یہ صرف دعویٰ کے رنگ میں نہیں رہا بلکہ واقعات اور تاریخ کا حیرت انگیز باب جو آپکی بعثت سے شروع ہوتا ہے ابدالآباد کے لئے اسکی صداقت پر گواہ ہے۔

آپ کی بعثت سے پہلے عرب کس جہالت اور کن بداخلاقیوں، خانہ جنگیوں اور مفلسی میں مبتلا تھے مگر آپ نے اس قوم کی حالت میں جو حیرت انگیز انقلاب فرمایا آپ کے تلخ ترین دشمنوں اور نکتہ چینوں کو آج بھی حیران کیئے بغیر نہیں رہتا۔ کیا یہ کسی معمولی قوّت اور طاقت کے انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ وہ قوم جو صدیوں کی جہالت میں مبتلا تھی۔ فسق و فجور اور ہر قسم کی ناپاکی اور انسانیت کے عام مراتب سے بھی خالی ہو چکی تھی اسکو حیوانوں سے انسان اور پھر بااخلاق اور بالآخر باخدا انسان بنا دیا۔ یہ تھا آپ کی قوّت قدسی کا اثر اور آپکے منصب رسالت کی صداقت کا زور۔

پس جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر غور کرتے ہیں تو سب سے پہلی اور عجیب بات جو ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی قوّت قدسی اسقدر زبردست اور مؤثر واقع ہوئی ہے کہ آپ خود ہی پاک نہیں بلکہ دوسروں کو بھی پاک کر دیتے ہیں اور واقعات اسکی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے ایسا کیا اور باوجودیکہ آپ ساڑھے تیرہ صدیاں ہونیکو آئیں وفات پا چکے ہیں مگر آپکی قوّت قدسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتاؤ وہ نئی کتاب اس سے بڑھکر اور کس طرف لیجائیگی +

احادیث سے ثبوت

اب میں حامل قرآن علیہ السّلام کی زبان مبارک سے ثبوت دیتا ہوں کہ جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ۱۲۶۰ھ میں قرآن منسوخ ہو گیا وہ باطل پر ہیں۔

ساتویں دلیل۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کیف تھلک اُمّۃٌ انا اولھا وعیسی ابن مریم اٰخرھا (کنز العمال) کہ وہ اُمّت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے۔ جسکا پہلا ہادی میں ہوں اور مسیح موعود اسکا دوسرا ہے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ بارہ سو سال کے بعد قرآن شریف منسوخ نہ ہو گا۔ کیونکہ جبتک مسیح کا نزول نہ ہو گا۔ اُسوقت تک خود آنحضرت صلعم اپنی اُمّت کی تربیت فرمائینگے لہٰذا اُمّت ہلاک نہیں ہو گی۔ اور جب اُمّت میں کچھ ضعف کے آثار ظاہر ہونگے۔ تو اُسوقت اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السّلام کو بھیجدیگا۔ پھر وہ آنحضرت صلعم کی نیابت میں اُمّت کی تربیت کرینگے لہٰذا یہ اُمّت کبھی ہلاک نہ ہو گی۔

نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم قرآنی شریعت کے تابع اور مطیع تھے۔ اسی طرح وقت نزول مسیح ابن مریم بھی اسی قرآنی شریعت کے متبع اور فرمانبردار ہونگے اپنی نئی شریعت نہیں لائینگے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے اس حدیث میں اپنی طرح مسیح ابن مریم کا بھی ذکر کیا ہے اور انکو جُدا نہیں کیا یعنی فرمایا کہ جس طرح میں اس اُمّت کے اوّل میں ہو کر شریعت قرآن کا تابع ہوں۔ اسی طرح مسیح ابن مریم بھی اس اُمّت کے دوسرے حصہ میں ہو کر قرآنی شریعت کے تابع اور مطیع ہونگے۔ جیسا کہ دوسری حدیث جو کنز العمال کے صفحہ ۱۹۳ پر ہے ثابت کرتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فیکون عیسی ابن مریم فی اُمّتی حکماً وعدلاً الخ کہ عیسیٰ ابن مریم یعنی مسیح موعودؑ میرے اُمّتی ہونگے اور قرآنی شریعت کی اتباع کرینگے +

آٹھویں دلیل۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم الخ کہ میں آخری نبی ہوں۔ اور تم آخری اُمّت ہو۔ یعنی اب دنیا کے اختتام تک میرا ہی زمانہ ہے اور میری ہی حکومت رہے گی۔

اہل بہاء مانتے ہیں کہ "آنحضرت صلعم نبیوں کے خاتم ہیں" اور آپکے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ پس آپکی اُمّت اور شریعت کو بھی آخری ماننا پڑیگا۔ کیونکہ "جس چیز کا آغاز ہے۔ اُسکا انجام بھی ہے"۔ پس دَورِ نبوّت کی طرح دَورِ شریعت بھی پہلے نبی سے شروع ہو کر آخری نبی پر ختم ہو گیا کیونکہ قد جعل اللہ لکل شیءٍ قدرًا ہ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا ہے اور ایک حد ٹھیرائی ہے۔ پس شریعت کی بھی ایک حد ہے +

نویں دلیل۔ قال علیہ السّلام انی لارجوا ان اکون اکثرھم تبعًا یوم القیامۃ الخ کتاب الفرائد صفحہ ۵۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی میں امید رکھتا ہوں کہ میری اُمّت کے لوگ قیامت کے دن سارے نبیوں کی اُمّت کے لوگوں سے زیادہ ہونگے۔ یہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ قرآن بارہ ۱۲۰۰ سو سال کے بعد منسوخ نہ ہو۔ ورنہ موسیٰ علیہ السّلام بڑھ جائینگے کیونکہ اُنکی شریعت کا زمانہ بقول اہل بہاء اٹھارہ ۱۸۰۰ سو سال تک رہا ہے۔ (دیکھو عمدۃ التنقیح) اسکی تائید ایک اور حدیث بھی کرتی ہے جو ترمذی میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی مکاثر بکم الامم الخ کہ میں قیامت کے دن دوسری اُمّتوں پر اپنی اُمّت کی کثرت پر فخر کرونگا۔ اب اگر یہ مانا جائے کہ آنحضرت کی اُمّت کے بعد اُمّت بابیہ و بہائیہ بھی آنیوالی تھی جسکا زمانہ کم از کم بقول اہل بہاء پانچ لاکھ سال ہے تو آنحضرت صلعم ساری اُمّتوں کے مقابلہ میں اپنی اُمّت کی کثرت پر فخر نہیں کر سکتے ؂

دسویں دلیل۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ العِصَابَۃَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا الخ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اے اللہ اگر تُو نے اس میری اُمّت کو ہلاک کر دیا تو پھر کبھی ابدالآباد تک زمین پر تیری پرستش نہیں کیجائیگی۔

سر اقبال نے گویا اسی حدیث کا ترجمہ کیا ہے کہ ؎

ہم تو رُخصت ہوئے اوروں نے سنبھالی دُنیا ؂ پھر نہ کہنا ہوئی توحید سے خالی دُنیا

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے ؂ کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے

اس کلام نبوی سے صاف معلوم ہُوا کہ امرِ توحید اور عبادت اُمّت محمّدی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور گویا دونو لازم و ملزوم ہیں۔ پس اگر شریعت قرآن منسوخ ہوجائے تو پھر دنیا میں خدا کا نام لیوا کوئی نہ رہیگا۔ اور دُنیا سراسر توحید سے خالی ہوجائیگی۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا کبھی نہ کریگا۔ کیونکہ اُسکو اپنی توحید بہت پیاری ہے اور اُسکے لئے غیرت رکھتا ہے چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ الخ کہ اللہ اپنی توحید سے انکار کرنیوالے کو کبھی نہ بخشیگا۔ پھر فرمایا تکاد السمٰوات یتفطّرن منہ وتنشقّ الارض وتخرّ الجبال ھدًّا اَنْ دَعَوْا للرحمٰن وَلَدًا ۝

گیارھویں دلیل۔ اہل بہاء بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰؑ اور دیگر تمام انبیاءؑ سے افضل ہیں۔ پس جب ایسا ہے تو ہم بہائیوں سے پوچھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا فیض رُوحانی تو دو ہزار ۲۰۰۰ سال تک جاری رہا۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلعم کے فیض کو بھی کم از کم دو ہزار ۲۰۰۰ سال تک جاری رہنا چاہیئے۔ اور بارہ ۱۲۰۰ سو سال کے بعد یہ فیض بند نہ ہو۔ اگر آنحضرت صلعم کا فیض روحانی بارہ ۱۲۰۰ سو سال کے بعد بند ہوچکا ہے تو آپکی فضیلت حضرت موسیٰؑ پر کہاں رہی کیونکہ انبیاء علیہم السّلام اپنے کمالات اور فیض روحانی سے ہی ایک دوسرے سے افضل ثابت ہو سکتے ہیں جیسا کہ عبد البہاء عباس آفندی فرماتے ہیں کہ "انسان کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیقی عظمت اُسکے روحانی کمالات" ہیں (کوکب ہند جلد پنجم نمبر دوم) ورنہ نبوت کے لحاظ سے تو سارے انبیاءؑ برابر ہیں۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ الخ

بارھویں دلیل - میرزا حسین علی صاحب اپنی کتاب اقتدار کے صفحہ ۴۷ و ۴۸ میں لکھتے ہیں "اگر اعتراض و اعراض اہل فرقان نبود ہر آئینہ شریعت فرقان دریں ظہور نسخ نمی شد" کہ اگر قرآن مجید کے ماننے والوں کی طرف سے (باب و بہاءاللہ پر) اعتراض نہ کیا جاتا۔ اور اُن سے مُنہ نہ پھیرا جاتا تو قرآن مجید کی شریعت کبھی منسوخ نہ ہوتی۔

اس سے معلوم ہُوا کہ قرآن مجید اپنی ذات میں تو منسوخ ہونیوالی کتاب نہیں۔ اور نہ اسکے احکام اس زمانہ کیلئے ناقابل عمل ہیں۔ یعنی اسکے منسوخ ہونیکی وجہ یہ نہیں کہ اسکی ذات میں کوئی نقص ہے۔ بلکہ اسکے منسوخ ہونیکی وجہ صرف یہ ہے کہ اسکے ماننے والوں نے باب و بہاءاللہ پر اعتراض کیے۔ اسلئے مسلمانوں سے انتقام لینے کی غرض سے بابنے اسکو منسوخ کردیا۔ ورنہ حقیقت قرآن مجید کے ہوتے ہوئے کسی نئی شریعت کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہ حوالہ بہائی فرقہ پر ایک قوی حُجّت ہے کہ باب و بہاءاللہ کی شریعت مسلمانوں سے صرف انتقام لینے کے لئے گھڑی گئی ہے۔

تیرھویں دلیل - وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ الخ (سورہ نور) کہ اے اُمّتِ محمدؐ! اللہ تعالیٰ تم میں سے صالحین کو زمین میں خلیفہ بنائیگا۔ جیسا کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

اس آیت میں پیشگوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ سے وعدہ کیا ہے کہ اس اُمّت میں پہلے خلفاء کی طرح خلیفے ہُوا کرینگے۔ اور کما کا لفظ بتاتا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ کے خلفاء کو بادشاہت اور نبوت ملی۔ اسی طرح اس اُمّت میں بعض کو بادشاہت ملیگی۔ اور بعض کو غیر تشریعی نبوت جیسا کہ موسیٰؑ کی اُمّت میں ہُوا۔ یہ بھی ثابت ہُوا کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ کے خلفاء۔ موسیٰؑ کی قوم اور اُمّت میں سے تھے۔ ایسا ہی اس اُمّت میں جو خلفاء اور نبی ہونگے وہ حضرت رسول کریم صلعم ہی کے اُمّتی اور متبع ہونگے۔ پس جب بعض خلفاء اس اُمّت میں ہو کر بھی اُمّتی اور غیر شارع ہونگے۔ تو صاف معلوم ہُوا کہ قرآن مجید آخری شریعت ہے۔ اسلئے اب آئندہ صرف ظلّی اور غیر تشریعی نبوت جاری ہوگی۔

عبدالبہاء لکھتے ہیں کہ "حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ جو کچھ ماضی میں ہو چکا۔ مستقبل میں بھی ہوگا" (کوکب ہند جلد پنجم نمبر دوم)

پس جب پہلے موسیٰؑ کی اُمّت میں بھی غیر تشریعی نبوت جاری تھی اور جو نبی آتا تھا وہ موسیٰؑ کی شریعت تورات پر عمل کرتا کراتا تھا جیسا کہ یحکم بھا النبیون الذین اسلموا سے ثابت ہے۔ تو اب ایسا کیوں نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ "جب پہلے بھی ایسا کرتا رہا ہے تو اب ایسا کرنا اُسکے لئے کیوں بند ہُوا" (عمدۃ التنقیح صـ۸۳)

چودھویں دلیل - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ٥ (سورہ شعراء) کہ اس قرآن کی پیشگوئیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگلی کتابوں میں بھی ہیں۔ سوا اسکے متعلق جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کتب عہد عتیق و جدید میں بھی یہ پیشگوئی ہے کہ قرآن ہمیشہ رہیگا۔ کبھی منسوخ نہ ہوگا۔ جیسا کہ مکاشفات یوحنا کے چودھویں باب میں ہے:۔

"پھر میں نے ایک اور فرشتے کو آسمان کے بیچ میں اُڑتے ہوئے دیکھا۔ جسکے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم اور ہر قبیلے اور اہل زبان اور اُمت کیلئے ابدی انجیل (بشارت و خوشخبری) تھی۔ اور اس نے کہا کہ خدا سے ڈرو۔ اور اُسکی تمجید کرو۔ کیونکہ اُسکی عدالت کا وقت آپہنچا ہے۔ اور اُسی کی عبادت کرو۔ جس نے آسمان و زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کیئے۔"

یہ فرشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جو قرآن لئے ہوئے تھے۔ اور جس میں مرقوم ہے یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اور وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا کہ میں زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم ہر قبیلہ اور ہر اُمت کیلئے رسول ہوں۔ اور ابدی انجیل لایا ہوں۔ انجیل کے معنی ہیں بشارت قرآن کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ طٰس قف تلک اٰیات القراٰن وکتاب مبین ۰ ھدًی وبشریٰ للمؤمنین ۰ (سورہ نمل) کہ قرآن ہدایت اور بشارت یعنی خوشخبری ہے ایمان لانیوالوں کیلئے۔ پھر لکھا ہے کہ اُس فرشتے نے کہا "کہ خدا سے ڈرو اور اُسکی تمجید کرو"۔ قرآن شریف میں ہے یا ایھا الناس اتقوا ربکم (سورہ حج) واذکروا اللہ کثیرا الخ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ الخ کہ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اُسی کی پاکی بیان کرو۔ پھر فرشتے نے کہا۔ "عدالت کا وقت آپہنچا"۔ قرآن میں ہے اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون ۰ کہ لوگوں کے حساب کا وقت آن پہنچا۔ پھر فرشتے نے کہا "اُسی کی عبادت کرو جس نے آسمان و زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کیئے"۔ قرآن شریف میں ہے۔ رب السمٰوات والارض وما بینھما فاعبدہ واصطبر الخ اور لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للّٰہ الذی خلقھن الخ کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو آسمان و زمین کا رب ہے اور جس نے چاند و سورج کو پیدا کیا۔

یہ پیشگوئی انجیل کیلئے نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم اور ہر اُمت کے لئے نہ تھی جیسا کہ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ "میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا ہوں"۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے ورسولا الیٰ بنی اسرائیل ۰

دوسری جگہ اس ابدی انجیل یا بشارت کا اس طرح ذکر ہے:۔

"اور میں نے اسکے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا ایک کتاب دیکھی جو اندر اور باہر لکھی ہوئی اور سات مہروں سے بند تھی" (مکاشفہ یوحنا باب ۵)

یہ سات مہریں الحمد شریف کی سات آیتیں ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے۔ ولقد اٰتینٰک سبعا من المثانی والقراٰن العظیم ۰ کہ ہم نے تمہیں سبع مثانی (سات آیتیں) [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دہرائی جاتی ہیں) اور قرآن عظیم عطا کیا۔ اندر یا ہر لکھی ہونے سے یہ مطلب ہے کہ اسکی لفظی اور معنوی حفاظت کیجائیگی لفظی حفاظ کے ذریعہ کہ اُس کتاب کے لاکھوں کروڑوں حافظ ہونگے جو اسکو اپنے پیٹوں کے اندر لکھ لیں گے۔ اور معنوی حفاظت مجددین کے ذریعہ ہوگی۔

انجیل ابدی نہ تھی اسی لئے حضرت مسیحؑ نے کہا کہ "ابھی کچھ اور باتیں ہیں جن کی تمہیں برداشت نہیں" یہ صاف اس بات کا اقرار ہے کہ انجیل نامکمل ہے لہٰذا عیسائیوں کی انجیل ابدی نہیں ہو سکتی۔ ہاں "روح حق" جو اسکے بعد آئیگی "وہ ہمیشہ کیلئے ہوگی" یعنی ابدی دنیا کے آخری دن تک کے لئے ہوگی ÷

پندرھویں دلیل۔ اِنَّا نحن نزلنا الذکر وانّا لہٗ لحافظون ٥ کہ ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنیوالے ہیں

یہ آیت صاف دلیل ہے کہ قرآن کبھی منسوخ نہ ہوگا۔ اگر اور کتابوں کی طرح یہ بھی منسوخ ہونیوالا تھا۔ تو خدا تعالیٰ کبھی اسکی حفاظت کا وعدہ نہ فرماتا۔ کیونکہ حفاظت ہمیشہ عمدہ اور اعلیٰ چیز کی کیجاتی ہے جسکی مستقبل میں ضرورت ہو۔

دوسرے یہ کہ پہلی الہامی کتب کے متعلق کہیں ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی انکی حفاظت کا وعدہ کیا ہو جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے متعلق اللہ کا یہی ارادہ ہے کہ اسکو دنیا کے آخری دن تک باقی رکھا جائے کیونکہ مدت حفاظت کا کوئی ذکر نہیں فرمایا اس لئے کسی زمانے کے ساتھ مقید نہ کرنا بتاتا ہے کہ قرآن دائمی اور منسوخ نہ ہونیوالی کتاب ہے:

متفرق اعتراضات کے جوابات

بہائی۔ ہر اُمت کہہ سکتی ہے کہ ہماری اُمت و کتاب کی میعاد۔ دُنیا کے آخری دن تک ہے۔ جیسا کہ یہودی اور عیسائی بھی اپنی نسبت یہی کہتے ہیں۔

احمدی یہود و نصاریٰ کے اس کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ جبکہ اُنکی کتابوں میں صاف پیشگوئی موجود ہے کہ ایک کتاب آنیوالی ہے "جو ہمیشہ کیلئے ہوگی" جس سے معلوم ہُوا کہ انکی شریعت ہمیشہ کیلئے یعنی دُنیا کے آخری دن تک کے لئے نہ تھی۔

بہائی"۔ کتاب اللہ میں دو طرح کی آیات ہوتی ہیں۔ کچھ تو عام اصول و قوانین فطرت پر دوامی اور ناقابل تبدیل ہوتے ہیں۔ اور کچھ قواعد و ضوابط یا اوامر و نواہی زمانہ معینہ یا وقت خاص تک کے لئے موضوع اور قابل عمل ہوتے ہیں۔ یہ میعاد معینہ کے بعد ناقابل عمل ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید بھی انہی دو قسم کی آیات کا مجموعہ ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی۔ بتاؤ۔ سال کے بارہ (۱۲) مہینے "عام اصول اور قوانین فطرت" میں شامل ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو یہ "دوامی اور ناقابل تبدیل" ہوئے یا نہیں؟ پھر بہاء اللہ نے کیوں انکی جگہ سال کے ۱۹ مہینے مقرر کئے اگر کہو کہ یہ عام اصول اور قوانین فطرت میں داخل نہیں تو قرآن شریف کی اس آیت کا کیا مطلب۔ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ (سورہ توبہ) کہ گنتی مہینوں کی اللہ کی کتاب میں جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ۱۲ مہینے ہیں اُن میں سے چار حرمت والے ہیں یہ ہے دین قیم قائم رہنے والا دین۔ نیز جبکہ سارا قرآن شریف ہی "عام اصول و قوانین فطرت" سے بھرا ہوا ہے۔ اور کوئی بات قوانین فطرت اور عام اصول سے باہر نہیں تو لامحالہ دوامی ہوا۔ کیونکہ "عام اصول و قوانین فطرت دوامی اور ناقابل تبدیل ہوتے ہیں" پس جس کتاب میں سوائے حق اور قوانین فطرت اور دائمی صداقتوں کے دوسری بات ہی نہ ہو وہ کیونکر منسوخ ہو سکتی ہے۔ کیا اصول صحیحہ اور دائمی صداقتیں بھی تغیر و تبدل قبول کر سکتی ہیں۔

قرآن شریف کے اوامر و نواہی بھی "عام اصول و قوانین فطرت" ہیں اُن سے الگ نہیں اور کوئی بات عام اصول کے خلاف نہیں۔ پس ان معنی سے بھی قرآن "دوامی اور ناقابل تبدیل" ہُوا۔

آیت خاتم النّبیّین

بہائی۔ "آپنے جو آیت خاتم النبیین پیش کی ہے۔ اسکے متعلق عرض ہے کہ بیشک آنحضرت صلعم نبیوں کے خاتم ہیں۔ یہ آیت کے صاف معنی ہیں۔ یہی جمہور اسلام مانتے ہیں۔ اہل بہاء بھی اس سے متفق ہیں اور پوری صفائی سے کہتے ہیں کہ بیشک جس چیز کا آغاز ہے۔ اسکا انجام بھی ہے۔ (قد جعل اللہ لکل شیءٍ قدرًا) دورِ نبوت پہلے نبی سے شروع ہو کر آخری نبی پر ختم ہو گیا۔"

احمدی۔ آپ کا یہ اصول بالکل صحیح ہے کہ جس چیز کا آغاز ہے اُسکا انجام بھی ہے۔ ہم بھی اسکے متفق ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کا بھی اسی طرح ایک آغاز اور انجام ہے۔ اسلئے دورِ شریعت بھی پہلی کتاب سے شروع ہو کر آخری کتاب قرآن مجید پر ختم ہو گیا۔

پھر جب آپ نبوت کی آنحضرت صلعم پر ختم مانتے ہیں تو لامحالہ شریعت کو بھی آپ پر ختم ماننا پڑیگا ورنہ ختم نبوت کا انکار لازم آئیگا۔ اور قرآن کی آیت افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کہ کتاب کا کچھ حصہ مانتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں۔ آپ ہی پر صادق آئیگی۔

بہائی۔ "قرآن مجید بھی دو قسموں کی آیات کا مجموعہ ہے۔ یعنی کچھ آیات تو قابل نسخ و تغیر اور کچھ دائم و قائم ہیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی۔ قرآن شریف کی ایک آیت بھی "قابل نسخ و تغیر" نہیں چنانچہ قرآن مجید کی آیات کے متعلق اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے واتل ما اُوحیَ اِلیکَ مِن کتابِ ربِّکَ ۚ لا مبدِّلَ لِکلماتہ (سورہ کہف) کہ اے نبی تیری طرف جو وحی کیجاتی ہے تیرے رب کی طرف سے اُسکو پڑھ کے سُنا۔ یقیناً کوئی تیرے رب کی اس کتاب کے کلمات کو بدلنے والا نہیں۔

اس آیت میں صاف اس بات کا ذکر ہے کہ قرآنی کلمات یا آیات بدلنے والے اور تغیّر قبول کرنیوالے نہیں۔ اگر قرآنی آیات بھی تغیر و تبدّل قبول کرنیوالی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کبھی انکے متعلق انا نحن نزلنا الذکر و انّا لہٗ لحافظون ۝ نہ فرماتا کیونکہ حفاظت کے معنٰی ہی یہ ہیں کہ تغیّر و تبدّل سے بچایا جائے

سُنّتِ جاریہ الٰہیّہ کیا ہے؟

بہائی۔ "تمام اُمتیں۔ تمام کتابیں میعادی زمانی اور قابل نسخ و تبدیلی ہیں۔ اُمّت و کتاب پر ہی منحصر نہیں۔ تمام عالم متغیر اور تبدیلی قبول کرنیوالا ہے۔ جسکے اندر اُمّت اور کتاب بھی شامل ہے زیادہ صاف لفظوں میں یہ کہ شرائع اور کتب الٰہیّہ کا تبدیل کرتے رہنا ہی سُنّتِ جاریہ الٰہیّہ ہے"۔

احمدی۔ بیشک تمام عالم متغیر ہے۔ اور سوا خدا کے ہر چیز کو تغیر ہے۔ اور یہ "قانون قدرت ہے کہ عالم امکان میں ہر ایک چیز کا ایک آغاز اور ایک انجام ہے"۔ (کوکب ہند)

اس لئے ہر ایک چیز کی ایک ابتداء اور انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قد جعل اللہ لکل شیءٍ قدراً اور خلق کل شیءٍ فقدّرہ تقدیراً ۝ کہ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور حد مقرر کی ہے۔ اس قانون قدرت یا سُنّتِ الٰہیّہ جاریہ کے مطابق کہ ہر ایک چیز کا ایک آغاز اور ایک انجام ہے"۔ دورِ شریعت بھی ایک آغاز سے چلکر آخر اختتام کو پہنچ گیا۔ خدا نے اپنی آزاد مشیت سے ایسا ہی مقدر فرمایا ہے کہ ہر چیز چلتے چلتے آخر ایک حد پر جاکر ٹھیر جاتی ہے۔ جیسا کہ "آج سے چند ہزار سال پہلے دنیا میں ایک دور کا آغاز ہوا تھا جسے دورِ نبوت کہتے ہیں وہ (اسی سُنّتِ الٰہیہ جاریہ کے مطابق کہ ہر چیز کا آغاز و انجام ہے) پہلے نبی سے شروع ہو کر ایک آخری نبی پر ختم ہو گیا جسکا بزرگ نام حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے" بعینہٖ اسی طرح دورِ شریعت بھی پہلی کتاب سے شروع ہو کر ایک آخری کتاب پر ختم ہو گیا جسکا بزرگ نام قرآن مجید ہے۔ زیادہ صاف اور صریح لفظوں میں یہ "جس چیز کا آغاز ہے اسکا انجام بھی ہے" اسی لا تبدیل قانون قدرت کے مطابق شریعت کا اختتام ہو گیا اور یہی سُنّتِ جاریہ الٰہیہ ہے۔ عبد البہاء نے لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر ابتک چھ ہزار سال کے قریب زمانہ گذرا ہے۔ بہائی مانتے ہیں کہ اس چھ ہزار سال کے عرصہ میں ہزاروں نبی آئے اور مختلف کتابیں نازل ہوئیں۔ لیکن کسی کا زمانہ پانچ لاکھ سال کا نہ تھا۔ پس اگر سُنّت جاریہ الٰہیّہ کے یہی معنی ہیں جو بہائی سمجھتے ہیں کہ تھوڑے عرصہ کے بعد پہلی شریعت منسوخ ہو کر دوسری نئی شریعت آجاتی ہے۔ تو اہل بہاء کو یہ کہتے ہوئے شرم کرنی چاہیئے کہ انکی شریعت کا زمانہ کم از کم پانچ لاکھ سال تک ہے کیونکہ اس سُنّتِ جاریہ الٰہیہ کے مطابق انکی شریعت کو بھی ایک ہزار سال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بعد منسوخ ہو جانا چاہیئے۔

بہائی۔ "حلال محمد حلال و حرام محمد حرام الیٰ یوم القیام (حدیث) کہ محمد صلعم کا حلال کیا ہوا حلال ہے اور حرام کیا ہوا حرام ہے۔ قیامت کے دن تک۔ مسلمان اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شریعت محمدی یوم القیام یعنی دنیا کے آخری دن تک جاری رہیگی۔ بہائی اسکو تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ یوم القیام کا ترجمہ آخری دن کسی عنوان سے صحیح نہیں۔ یوم القیام کا لفظی ترجمہ قیام والے دن کے ہو سکتے ہیں۔ قیام کیلئے کسی قائم کی ضرورت ہے۔ پس صحیح مفہوم اسکا یہ ہوا کہ حلال محمد حلال اور حرام محمد حرام ہے قائم کے قیام والے دن تک۔ قائم کے معنی صاف اور واضح ہیں کسی بحث کی ضرورت نہیں خاصکر جبکہ قائم آل محمد سے امام مہدی کا مراد لیا جانا عام ہے۔ اب یوم القیام کے معنی ہوئے کہ حلال محمد حلال اور حرام محمد حرام رہیگا قیام موعود کے دن تک"۔

احمدی ۔ بہائی نے اس حدیث میں خیانت کی ہے جو شرافت اور دیانت سے بمراحل بعید ہے ان اللہ لا یحب الخائنین ۰ صحیح لفظ یوم القیامۃ ہے جیسا کہ اہل بہاء کی معتبر کتاب بحر العرفان کے صفحہ ۱۰۵ پر ہے۔ اگر اہل بہاء کے استدلال و دلائل کی یہی کیفیت ہے تو ہم کو تسلیم ہے کہ وہ اپنے مدعا میں کامیاب ہیں۔ مذہبی معاملات میں دھوکا دینا اہل حق اور راستباز لوگوں کا طریق نہیں۔

ہر چند کہ اس جواب کے بعد ہمارے ذمہ اب کچھ باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ حدیث میں جب یوم القیام کا لفظ ہی نہیں تو اہل بہاء کا استدلال ھباءً منثوراً ہو گیا۔

لیکن جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لئے ہم ذرا تفصیل کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس معنی سے بھی جو بہائی کرتے ہیں انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر علی محمد باب کا زمانہ جسکو بہائی قائم آل محمد مانتے ہیں قیامت ہے تو چاہیئے تھا کہ اسکی مدت اور شریعت کا زمانہ پچاس ہزار سال کا ہوتا۔ یہ اسلئے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال بہائی بھی مانتے ہیں۔ لیکن باب پانچ سال کے اندر ہی قتل کر دیا گیا۔ اور اسکی شریعت ایک دن بھی دنیا میں جاری نہ ہوئی تھی کہ بہاء اللہ نے منسوخ کر دی۔

دوسرے اگر اسکے یہ معنی کہ "حلال محمد حلال اور حرام محمد حرام رہیگا قیام موعود کے دن تک"، صحیح ہیں تو پھر اسکا مطلب یہ ہوگا کہ قیام موعود یعنی علی محمد باب کے ظاہر ہونے پر محمد کا حلال کیا ہوا حرام اور حرام کیا ہوا حلال ہو جائیگا کیونکہ محمد کا حلال کیا ہوا "قیام موعود کے دن تک" حلال ہے۔ اسکے بعد وہ حرام ہو جائیگا۔ جیسا کہ مثلاً محمد صلعم نے لحم الخنزیر حرام کیا ہے تو یہ حرام کرنا صرف "قیام موعود (باب) کے دن تک" ہے اسکے بعد باب کے قیام کے دن سؤر کا کھانا باب اور بابیوں پر حلال و طیب ہو گیا۔ اسی طرح محمد صلعم کی شریعت میں جو چیزیں حلال و طیب ہیں وہ اب بابیوں پر حرام ہو جانی چاہئیں۔ کیونکہ محمد کا حلال کیا ہوا صرف "قیام موعود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(باب) کے زمانے تک ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کتاب اقدس میں بہاءاللہ نے سوائے باپ کی منکوحہ کے دوسری تمام عورتوں سے جن میں حقیقی بہن بھی داخل ہے نکاح جائز ٹھیرایا ہے اور جب کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق عبدالبہاء سے سوال کیا گیا تو اس نے یہ جواب دیا کہ "ما مداخلہ در طعام جسمانی آنہا نمی کنیم" (بدائع الآثار جلد ا صفحہ ۲۲۳) کہ ہم لوگوں کے جسمانی کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی دخل نہیں دیتے۔ یعنی آزادی ہے جو چاہو کھاؤ پیو۔

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ الخ

بہائی۔ "ہم آیات محکم و نصوص صریحہ اس بابت بھی پیش کیئے دیتے ہیں کہ فلاں آیت میں اُمّت محمدی کی میعاد ایک ہزار برس کے اندر محدود کر دی گئی ہے اور وہ یہ ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗٓ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ کہ خدا شریعت کی تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین کی طرف پھر اُٹھ جائیگا یا امر خدا کی طرف ایکدن میں جسکی مقدار ایک ہزار برس موافق تمھارے شمار کے ہے۔ اس آیت کا صاف یہ مطلب ہے کہ شریعت محمدی تدبیر کا زمانہ گذرنے کے بعد ایکہزار برس کے اندر اُٹھا لیجائیگی۔"

احمدی۔ اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہزار سال کے بعد اسلام منسوخ ہو جائیگا۔ کیونکہ آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہو۔ اسمیں یَعْرُجُ کا لفظ ہے جو عروج سے نکلا ہے اسکے لفظی معنی ہیں اوپر چڑھنا۔ بلند ہونا۔ معراج بھی اسی سے ہے۔ پس یعرج کے معنی منسوخ ہونیکے لینا غلط ہیں۔

دوسرے اگر فرض کیا جائے کہ آیت میں یعرج الیہ کے معنی منسوخ ہونیکے ہیں اور یدبّر الامر میں امر سے مراد شریعت ہے تو آیت کے معنی یہ ہونگے کہ "امر اسلام" چڑھ جائیگا خدا کی طرف یعنی منسوخ ہو جائیگا ایک ہزار سال کے اندر۔ کیونکہ یہاں یوم ظرف زمان ہے اور فی حرف ظرف۔ پس اسکے معنی ہوئے کہ ایک دن میں یعنی شروع سے لیکر دن کے آخری حصہ تک یہ خدا کی طرف چڑھیگا۔ نہ کہ صرف عین دن کے ختم ہونے پر یا اُسکے بعد۔

اس لحاظ سے چاہیئے تھا کہ اسلام اس "یوم" یعنی ہزار سال کی پہلی صدی سے ہی منسوخ ہونا شروع ہو جاتا۔ اور ہر صدی میں دو تین پارے قرآن کے بتدریج منسوخ ہو جایا کرتے۔ یہاں تک کہ ہزار سال کی آخری صدی کے ختم ہونے پر بالکل منسوخ ہو جاتا۔ کیونکہ فی یوم میں اسکے چڑھنے کا یا منسوخ ہونیکا زمانہ سارا دن یعنی ہزار سال پورا بتایا گیا ہے نہ کہ اس دن یعنی ہزار سال کی آخری گھڑی۔

اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ میں نے تین سال میں سارا قرآن مجید یاد کر لیا۔ اب اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تیسرے سال کے ختم ہونے میں جب ایکدن باقی رہتا تھا اُسوقت اُس نے ایکدم سارا قرآن حفظ کر لیا بلکہ اُسکا مطلب تین سال سے ہی ہے کہ وہ تین سال برابر لگاتار یاد کرتا رہا۔ اور کچھ پارے پہلے سال یاد کیئے کچھ دوسرے سال۔ یہاں تک کہ تیسرے سال ختم ہونے پر سارا قرآن حفظ کر لیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس بعینہٖ اس آیت کا مطلب بھی یہی ہوگا (اہل بہاء کے بیان کردہ معنوں کی رو سے) کہ ہزار سال برابر یعنی شروع سے لیکر ہزار سال کے آخر تک یہ امر چڑھتا رہیگا۔ اب اگر قرآن منسوخ ہونیوالا تھا۔ اور اس آیت میں بقول اہل بہاء اسکا ٹائم ایک ہزار سال مقرر کیا گیا ہے۔ تو چاہیئے تھا کہ ہزار برس کے پہلے سال ہی سے قرآن منسوخ ہونا شروع ہوتا۔ اور ہزار سال کے آخری دن تک بتدریج سارا قرآن منسوخ ہو جاتا۔

بابی اور بہائی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی محمد باب کے زمانہ قیام سے پہلے ایک آیت بھی قرآن کی منسوخ نہ ہوئی تھی لیکن جونہی ۱۲۶۰ھ میں باب نے دعویٰ کیا۔ قرآن منسوخ ہو گیا۔

بہائی "یہ آیت تین حال سے خالی نہیں (۱) یا تو یہ آیت عام ہے۔ ایسی صورت میں یہ معنی ہوتے ہیں کہ ہر شریعت زمانہ تدبیر و تربیت کے ختم ہونے پر ایک ہزار سال کے اندر اٹھالی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں شریعت محمدی بھی اس کلیہ کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔"

احمدی - اگر اس کلیہ کے اندر ہر شریعت داخل ہے تو شریعت بہائیہ بھی داخل ہے یا نہیں؟ اگر کہو کہ شریعت بہائیہ داخل نہیں تو تمھارا یہ معنی کرنا کہ "ہر شریعت زمانہ تدبیر کے ختم ہونے پر ایک ہزار سال کے اندر اٹھالیجاتی ہے" صحیح نہ رہا۔ اور اگر کہو کہ نہیں شریعت بہائیہ بھی اس کلیہ کے اندر داخل ہے۔ تو پھر عبدالبہاء کا یہ لکھنا کہ "امتداد وش بسیار اقلا پانصد ہزار سال" (مکاتیب جلد ۱ صفحہ ۷۶) کہ بہاء اللہ کی شریعت کا زمانہ پانچ لاکھ سال تک ہے۔ جھوٹ اور کذب اور اس کلیہ کے خلاف ہوا لیکن عبدالبہاء کے متعلق اپنے معبود "طلعت مبارک" کے یہ الفاظ یاد رکھنا کہ "آنچہ او بیان میفرماید او حقیقت واقعہ است و مطابق مقصد الٰہی" (مکاتیب عبدالبہاء جلد ۲ صفحہ ۷) کہ عبدالبہاء جو کچھ بیان کرے وہ حقیقت واقعی اور خدا کے عین منشاء کے مطابق ہے۔

بہائیوں پر واجب ہے کہ وہ اس معمہ کو حل کریں۔

بہائی "سیدنا خاتم نے اس آیت کی خود ہی تفسیر کی ہے جو خاکسار نے اوپر عرض کی۔ ملاحظہ ہو حدیث۔ اِنْ صَلَحت اُمّتی فلھا یوم واِنْ فسدت فلھا نصف یوم الخ۔ کہ اگر صالح رہی میری اُمت تو اُسکے لئے پورا دن ہے۔ اور اگر خراب ہو گئی تو اُسکے لئے آدھا دن ہے۔ اور ایک دن تیرے ربّ کے نزدیک برابر ہزار سال کے ہے تمھارے شمار کے موافق۔

احمدی - اسکا مطلب بھی یہ نہیں کہ ہزار یا پانچسو سال کے بعد قرآن منسوخ ہو جائیگا۔ بلکہ یہ حدیث بھی (اگر اسکو صحیح مان لیا جائے) تو اسی مضمون کو ظاہر کرتی ہے کہ اگر مسلمان آپسمیں صلح صفائی سے رہینگے تو اُنکی ظاہری شان و شوکت ہزار سال تک رہیگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ الخ (سورہ انفال رکوع ۵) کہ اے مسلمانو! آپسمیں ایک دوسرے سے مت جھگڑا کرو۔ ورنہ تم پھسل جاؤ گے۔ اور تمھارا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا اثر آج بھی اسی طرح موجود ہے اور ہر زمانہ میں اسکے اثرات کے نمونے موجود رہیں گے۔

مَیں کہہ رہا تھا کہ پاکیزہ زندگی کا مفہوم ہر زمانہ میں ہر قوم اور ملت میں مختلف رہا ہے اور آج بھی مختلف ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکیزہ زندگی کا معیار بہت بلند رکھا اور زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حصہ میں پاکیزگی پیدا کی۔ آپؐ کی پاکیزہ زندگی پر غور کرتے ہوئے ہم مختلف پہلوؤں سے نظر کرتے ہیں۔

اوّل - آپؐ کی دعاؤں کو دیکھتے ہیں کہ آپؐ کیا چاہتے تھے آپؐ کی آرزو اور تمنّا کا دائرہ کس مرکز پر کھینچا گیا ہے۔ انسان کی طبعی خواہشات اور نہاں در نہاں جذبات کا اندازہ ان دعاؤں سے معلوم ہو سکتا ہے جو وہ وقتاً فوقتاً کرتا ہے انسان کے کلام اور قول سے اسکے اندرونہ اور مافی الضمیر کا پتہ لگا لینا مشکل نہیں تو یہ ایک ایسا قاعدہ اور اصول ہے کہ ہر شخص آسانی سے اسے سمجھ سکتا ہے آؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں نظر کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دعاؤں کا مجموعہ موجود ہے اور ہر شخص انہیں پڑھ کر آپؐ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر غور کر سکتا ہے مگر مَیں آپؐ کی قوّت قدسی اور آپؐ کے اخلاق فاضلہ میں سے پاکیزگی کے ایک پہلو پر آپ کو توجّہ دلانا چاہتا ہوں آپؐ ایک دعا فرمایا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ

الٰہی تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے میری سیرۃ بھی پسندیدہ فرما۔ اور کبھی یہ دعا فرماتے الٰہی میرا ظاہر و باطن پسندیدہ فرما۔ اور کبھی التجا کرتے الٰہی مجھے سوء اخلاق سے بچا اور محفوظ رکھ۔

غور کرو کہ جو شخص اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں اپنے ربّ کریم کے حضور اس امر کیلئے گڑگڑاتا ہے کہ الٰہی مجھے ہر قسم کی بداخلاقی سے محفوظ رکھ اور ہر قسم کے اعلیٰ اخلاق سے مزیّن فرما۔ اسکی انتہائی خواہش حُسن اخلاق اور پاکیزگی کے سوا کیا ہو سکتی ہے وہ دنیا کے مال و متاع کیلئے روتا اور گڑگڑاتا نہیں بلکہ اسکی خواہشیں اور تمنّائیں ایک ہی مرکز پر جمع ہو رہی ہیں اور وہ اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ زندگی ہے۔

جانتے ہو اس جذبہ پاک کا منشاء کیا تھا؟ اور اس قوّت قدسی نے کیا تغیّر پیدا کیا؟ آپ کی بعثت کی غرض ہی یہ تھی کہ آپ دنیا میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے آئے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

میری بعثت کی غرض یہ ہے کہ مَیں مکارم اخلاق کی تکمیل کروں

ایک طرف آپؐ کی دعوت دعوت عامہ تھی آپؐ نسل انسانی کی طرف مبعوث ہوئے تھے دوسری طرف اس بعثت کے اغراض میں اتمام مکارم الاخلاق تھا اور سچ تو یہ ہے کہ تکمیل اخلاق ہی ایک ایسی چیز ہے جو ساری تہذیبوں اور شائستگیوں کی جان ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ زندگی کے ہر شعبہ اور انسانی فطرت اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رعب و داب جاتا رہیگا۔ نیز بہائی کی پیشکردہ حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ ہزار سال کے بعد اسلام منسوخ ہو جائیگا۔ اور ولہا میں ھا کی ضمیر اُمّت اور قوم کی طرف ہے نہ کہ دین کی طرف یا اسلام اور قرآن کی طرف۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ ولد بنہا۔ اور یہ مطلب حدیث کا ہو بھی کیونکر سکتا ہے جبکہ حضرت مسیح ؑ کے متعلق (جو ہزار سال کے بعد اس اُمّت میں آنیوالے تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فیکون عیسیٰ ابن مریم فی اُمّتی حکماً و عدلاً۔ (کنز العمال صفحہ ۱۹۳) کہ مسیح موعودؑ میری اُمّت میں سے ہوگا۔ اگر اسلام کا زمانہ ہزار سال کے گذرنے پر ختم ہو جانیوالا تھا تو آپؐ ابن مریم یعنی مسیح موعودؑ کے اپنی اُمّت میں سے ہونیکی کیونکر خبر دے سکتے تھے۔

بہائی۔"صحیحین میں حدیث موجود ہے لایزال ھٰذا الامر عزیزاً ینصرون علیٰ اعدائھم علیہ اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش الخ کہ اسلام غالب رہیگا بارہ خلفاء تک جو سارے کے سارے قریش میں سے ہونگے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اسلام کا زمانہ بارہ ۱۲ خلفاء تک محدود ہے اسکے بعد منسوخ۔

احمدی۔ اگر اس حدیث میں بارہ ۱۲ خلفاء قریش کے بعد دین اسلام کے منسوخ ہونیکی خبر دیگئی ہے تو چاہیئے تھا کہ بارھویں امام محمدؐ بن حسن عسکری جو ۲۶۰ھ کے قریب بہائیوں کے نزدیک دنیا سے رُخصت ہوئے ہیں انکے وقت اسلام منسوخ ہو جاتا۔ کیونکہ اُسوقت بہائیوں کے نزدیک بارہ ۱۲ خلفاء قریش کی گنتی پوری ہو چکی تھی۔ بابی و بہائی مانتے ہیں کہ اُسوقت اسلام منسوخ نہیں ہُوا بلکہ بارھویں امام محمدؐ بن حسن عسکری کے ایک ہزار سال کے بعد باب کے زمانہ میں اسلام منسوخ ہُوا۔ جس سے معلوم ہُوا کہ حدیث کا وہ مطلب نہیں جو بہائی لیتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ مطلب صحیح ہوتا تو اسلام کو اُسی وقت منسوخ ہو جانا چاہیئے تھا۔ بلکہ اس سے اسلام کی ظاہری شان و شوکت جو حکومت اور امارت سے وابستہ ہے مُراد ہے۔ جو قریش کے بارہ ۱۲ خلفاء تک پورے غلبہ کے ساتھ رہیگی۔ نہ یہ کہ اسلام اسکے بعد منسوخ ہو جائیگا۔ اگر یہ مطلب ہوتا کہ صرف بارہ ۱۲ خلفاء کے زمانہ تک اسلام رہیگا تو حدیث میں بجائے لایزال ھٰذا الامر عزیزاً الخ کے کوئی ایسے الفاظ ہوتے جنکا مطلب یہ ہو سکتا کہ اسلام اسکے بعد محو ہو جائیگا۔ اور عزیزاً کے معنی منسوخ ہونیکے نہیں بلکہ اسکے معنی غلبہ کے ہیں اور ظاہری غلبہ کا نہ رہنا اس امر کو مستلزم نہیں کہ اسلام منسوخ ہو گیا۔ کیونکہ اگر ظاہری غلبہ یعنی حکومت کسی مذہب کے پیرواں میں نہ ہونا اسکے منسوخ ہو جانے کو مستلزم ہے تو پھر بہائی مذہب کو بھی منسوخ شدہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اسمیں بھی کوئی ظاہری غلبہ نہیں حالانکہ سو برس کے قریب اسکو ہوگئے۔

حدیث میں جو بارہ ۱۲ خلفاء قریش کا ذکر ہے اس سے مراد شیعہ مذہب کے لوگ بارہ امام لیتے ہیں۔ اور بابی اور بہائی مذہب بھی یہی مانتا ہے کہ ان بارہ ائمہ اہلبیت کے سوا دوسرا کوئی جائز خلیفہ آنحضرت صلعم کے بعد نہیں ہُوا۔ اور بہائیوں کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور دیگر تمام خلفاءؓ باطل اور جہنّمی تھے۔ اور اُنکی خلافت جائز خلافت نہ تھی (عیاذاً باللہ)

خاکسار حافظ سلیم احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلقت کے ہر حصہ سے متعلق جو بھی اخلاق ہیں آپؐ نے انکی تکمیل کی ہے۔

دیکھو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت کی ایک غرض مکارم اخلاق کی تکمیل ظاہر فرماتے ہیں اور یہ کام نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایسا معلّم اخلاق نہ ہو جو اپنے کمالات اخلاقی میں عدیم المثل اور بے نظیر نہ ہو۔ اور اسکی صداقت ہم قرآن کریم میں پاتے ہیں جہاں فرمایا گیا:۔ انک لعلی خلق عظیم بے شک تو صاحب خلق عظیم ہے یہ خدا تعالیٰ کی شہادت ہے جسکو واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کا مضمون ایسی حدیث دلآویز ہے کہ ہر مقام پر جی چاہتا ہے کہ اسی کا ذکر کرتا چلا جاؤں۔ سوچو! اور خدا کیلئے غور کرو کہ ان باتوں میں کیسا تعلق اور تسلسل ہے آپؐ دنیا کی اصلاح اور ہدایت کیلئے عالمگیر مشن لیکر آتے ہیں اور آپؐ کی بعثت کی ایک غرض تکمیل مکارم اخلاق ہے اور پھر آپؐ کو نسل آدم کیلئے کامل نمونہ کے رنگ میں بھیجے گئے ہیں پس مختلف ممالک اور مختلف انسانی گروہوں کی عادات و اخلاق کی اصلاح اور تکمیل آپؐ کا کام تھا اسلئے آپؐ میں وہ ساری خوبیاں موجود تھیں جو کسی زمانہ اور کسی حصہ ملک میں پاکیزگی کا صحیح مفہوم اپنے اندر رکھتی ہوں۔

ان تمام امور کا اقتضا دہی تھا جو آپؐ کی زندگی میں نظر آتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ صاحب خلق عظیم ہیں آپؐ کی دعاؤں کی غایت یہی ہے کہ آپؐ میں اعلیٰ درجہ کے اخلاق ہوں۔ اور یہ ساری باتیں دنیا کی تطہیر اور پاکیزگی کیلئے تھیں اسلئے کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے مزکّی بنا کر بھیجا تھا۔ پس جب ہم آپؐ کی عادات کے پہلو کو مدّنظر رکھ کر دیکھتے ہیں تو آپؐ پاکیزگی کے اعلیٰ مقام پر نظر آتے ہیں ٭

دوم۔ آپؐ کی پاکیزہ زندگی کو پرکھنے اور دیکھنے کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہم دیکھیں آپؐ نے دنیا میں پاکیزگی پیدا کرنے کیلئے کیا عملی قدم اٹھایا۔ اس قصد کیلئے ضروری ہوگا کہ ہم آپؐ کی تعلیم پر ایک سرسری نظر کریں۔ میں کہہ چکا ہوں آپؐ کا مقصد پاکیزہ زندگی سے زندگی کے کسی ایک شعبہ میں تزکیہ نہ تھا بلکہ تمام انسانی قوٰی اور عادات کی اصلاح اور تزکیہ تھا۔ اس لئے آپؐ نے سب سے اوّل ایک اصل دنیا کو تعلیم کیا اور وہ عام طہارت اور پاکیزگی کا اصول ہے۔ چنانچہ فرمایا والرجز فاھجر یعنی ہر قسم کی گندگی اور پلیدی سے الگ رہو۔ کسی بھی قسم کی گندگی اور پلیدی ہو اس سے انسان کو بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

میں آج علم اور سائنس کے زمانہ میں ان تمام لوگوں کو چیلنج دیتا ہوں جو سینی ٹیشن یعنی حفظ صحت کے اصولوں پر ناز کرتے ہیں اور اسے اپنی بلند پروازی اور علمی قوّت کے کمال کا اظہار بتاتے ہیں وہ بتائیں اس سے بڑھ کر جامع ہدایت اور مکمّل قانون حفظ صحت کا کیا ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانی بدن کی صفائی۔ لباس کی صفائی۔ مکانات کی صفائی۔ نالیوں۔ باورچی خانہ اور برتنوں کی صفائی غرض ہر قسم کی طہارت کا ایک جامع اصول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدیا۔ اگر انسان اس پر عمل کرے تو یہ کیسا پاک اور مفید اصل ہے۔ دنیا کی گورنمنٹیں اور حکومتیں حفظانِ صحت کے بڑے بڑے محکمے قائم کرتی ہیں اور میونسپل کمیٹیاں محکمہ صفائی پر بہت بڑا زور دیتی ہیں لیکن آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے مکہ کی بے آب وگیاہ وادیوں میں خدائے واحد کی طرف پکارنے والا جس کی آمد دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ بیان کی گئی تھی حفظانِ صحت کا مکمل اصول تعلیم کرجاتا ہے اور پھر صفائی کو وہ ظاہری صفائی تک نہیں رہنے دیتا اس کی غرض اور مقصد انسان کے روحانی اور اخلاقی کمالات کو ظاہر کرنا اور نشو ونما دینا تھا اس لئے فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور ہر قسم کی پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تزکیہ نفوس کا ایک لطیف گر بتا دیا ہے اور سمجھا دیا ہے کہ ظاہری نفاست اور صفائی کا تعلق اندرونی پاکیزگی اور لطافت سے کسقدر ہے یہ ایک جدا مضمون ہے اور افسوس ہے اسے اس موقعہ پر بیان کرنے کیلئے وقت نہیں پاتا۔ لیکن ایک امر کے بیان کرنے سے رک نہیں سکتا جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے تعلق ہے۔ میرے دوستو! غور کرو یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور ہر قسم کی گندگیوں سے بچنے والوں کو دوست رکھتا ہے قرآن مجید نے خدا تعالیٰ کے محبوب بننے کے کچھ گر بتائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ایک موقع پر فرمایا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی دنیا کو بتادو کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے محبوب بنجائیں تو اسکا ایک آسان طریق یہ ہے کہ وہ میری اتباع کریں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے محبوب بن جائینگے۔

اب ان دونو مقامات کو ملاکر دیکھو اور غور کرو ایک مقام پر ہر قسم کی اندرونی اور بیرونی غلاظتوں سے پاک ہونا خدا تعالیٰ کے محبوب بننے کا ذریعہ ہے اور یہاں آنحضرتؐ کا کامل اتباع۔ نتیجہ صاف ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ہر قسم کی پلیدی اور گندگی سے پاک صاف ہوجاؤ اور اس طرح پر خدا تعالیٰ کی محبت کے مورد ہوجاؤ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے یہ دولت ملیگی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کا مقام سب سے اعلیٰ اور ارفع نہیں اور اگر آپؐ کی قوت قدسیہ اور قوت تزکیہ زبردست عامل نہیں تو آپؐ کی اتباع محبوب الٰہی کیوں بنا دیتی ہے؟ یقیناً یقیناً آپؐ کی قوت قدسی اعلیٰ اور افضل ہے اور وہ ہر قسم کے گندوں کو دور کرنے کی اہمیت رکھتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ عالمگیر مزکّی تھے اور آپؐ کی پاکیزہ زندگی ایک اُسوہ اور نمونہ کامل ہے ؛

پاکیزگی کے اس جامع اصل کے بعد انسان کی ضروریات زندگی میں ایک اور اصولی ہدایت آپؐ نے اس طرح پر دی یحل لھم الطیّبات یعنی انکے لئے تمام پاک اشیاء ہر طرح سے ستھری اور پسندیدہ اور صحت بخش چیزیں حلال کرتا ہے ویحرّم علیھم الخبائث ان پر تمام ناپاک اور نقصان رساں چیزیں حرام کرتا ہے۔

یاد رکھو طیّب وہی چیزیں ہیں جو ہر طرح سے انسان کی صحت اُسکے اخلاق و عادات کے لئے مفید ہوں اور وہ ایسی صاف اور ستھری ہوں کہ آنکھ انکو پسند کرے کسی قسم کی غلاظت اور گھنونا پن ان میں نہ پایا جائے یا دوسرے الفاظ میں کہو کہ پاکیزہ اور خوشگوار ہوں اپنے نتائج کے لحاظ سے پاکیزگی پیدا کرتی ہوں یہ بجائے خود ایک دلچسپ اور علمی مضمون ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی طرح پاکیزگی پیدا کرنی چاہی اور زندگی کے ہر شعبہ میں پاکیزگی کے لئے کیا اصل تعلیم فرمائے۔ مَیں اس سلسلہ کو لمبا نہیں کر سکتا ایک بات اور کہونگا۔ انسانی زندگی کے تمام اعمال و افعال میں پاکیزگی اور طہارت پیدا کرنے کے لئے آپؐ نے ایک اور علمی اصول تعلیم فرمایا :-

كلوا من الطیّبات واعملوا صالحًا

یعنی پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال بجا لاؤ۔

علوم اور سائنس کے اس عہد میں اس پاکیزہ تعلیم اور اس عظیم الشان مزکّی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اصل پر جسقدر غور کریں بے اختیار آپؐ پر درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ انسانی اعمال اور افعال پر ان غذاؤں اور ماحول کا اثر پڑتا ہے جو وہ استعمال کرتا ہے اور جس فضا اور کُرّہ میں وہ رہتا ہے بعض غذائیں اس قسم کی ہیں کہ جب انسان انہیں کھاتا ہے تو اسکے اعمال میں خباثت اور گندگی پیدا ہو جاتی ہے اور مختلف قسم کی بداخلاقیاں اور رذائل اس سے صادر ہوتے ہیں۔ اسلئے آپؐ نے ایک کلیہ تجویز کر دیا کہ ہمیشہ پاک اور صاف ستھری چیزیں کھاؤ۔ تمہاری خوردنی اور نوشیدنی اشیاء میں طیّبات کا اصل مقدم ہو۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اعمال صالحہ کی تحریک ہوگی۔

جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اصل کی تعلیم اپنی قوم کو دی اسوقت سائنس کی یہ بلند پروازیاں اور فلسفہ اعمال کی یہ باریکیاں پیدا نہیں ہوئی تھیں عرب کے وحشی جانتے ہی نہ تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اعمال پر مختلف قسم کی غذاؤں کا اثر کیا ہوتا ہے اور انکے ساتھ اسکا تعلق کیا ہے؟ وہ حلال اور حرام کی فلاسفی سے واقف نہ تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے اعمال کے تزکیہ کے لئے انکی صحت کی درستی کے لئے انہیں کھانے پینے کے متعلق بعض ہدایات دیں جو انسانی صحت پر مؤثر تھیں اور پھر انسانی اخلاق پر مؤثر تھیں اور بالآخر انسانی روحانیت پر اپنا اثر ڈالتی تھیں اور ان تمام حالتوں میں وہ ایک پاکیزگی پیدا کرتی تھیں۔

کھانے پینے کے متعلق ہی یہ اصل تجویز نہیں کیا بلکہ آپکی تعلیم کو جس پہلو سے ہم دیکھتے ہیں اُسمیں پاکیزگی موجود ہے۔ میں اگر اسکی تفصیل بیان کروں تو کئی گھنٹوں میں بھی یہ مضمون بیان نہیں ہوسکتا ؛

سوم۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کو ہم آپؐ کی عملی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے تمام ہادیوں اور برگزیدوں کی زندگیوں کے مقابلہ میں یہ ایک خصوصیت حاصل ہے کہ آپؐ کی زندگی کے تمام واقعات محفوظ ہیں اسلئے اس خصوص میں جسقدر آسانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر غور کرنے کیلئے ہمیں حاصل ہیں وہ کسی دوسرے ہادی کی زندگی میں نہیں۔ جب میں یہ کہتا ہوں تو اس سے میری قطعاً یہ مراد نہیں کہ دوسرے راستبازوں کی زندگیاں معاذ اللہ پاکیزہ نہیں؟ اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا ہم تمام ان راستبازوں اور ہادیوں کو جنکا تذکرہ قرآن مجید میں ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ اپنے پیغام رسالت میں معصوم اور اپنی زندگی میں پاکیزہ یقین کرتے ہیں۔ لیکن اس واقعہ کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ انکی زندگی کے تمام تر حالات ہم کو معلوم نہیں مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام جو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی اور وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ کے مصداق تھے کی زندگی کے حالات میں پہلے تیس سال کے واقعات کا پتہ نہیں اسی طرح واقعہ صلیب کے بعد کے حالات کا پتہ نہیں ملتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ و السلام کی زندگی کے تمام واقعات اور حالات محفوظ ہیں۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک پہلو ہے۔ اسوقت یہ موقعہ اسپر بحث کرنے کا نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام واقعات محفوظ ہیں اسلئے آپؐ کی پاکیزہ زندگی کا عملی ثبوت نہایت آسان اور واضح ہے۔

آؤ! آپؐ کی عملی زندگی کے آئینہ میں آپؐ کی پاکیزہ فطرۃ اور پاکیزہ زندگی کی چند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثالیں دکھاؤں۔

(۱) جسمانی طہارت کا جو التزام آپ فرماتے تھے وہ آپؐ کے ہر فعل سے ظاہر ہے۔ مسلمانوں کے عام عملیات میں سے ایک نماز ہے اور نماز میں سب سے پہلی چیز جسمانی طہارت ہے۔ مَیں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر تعلیم اور ہر عمل کا مقصد انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مقام پر لے جانا تھا اور جہاں جسمانی طہارت کی آپ تعلیم دیتے ہیں وہاں اسکی تہ میں آپؐ کی غرض روحانیات میں ایک متوازی نفس کے ساتھ ترقی کرنا ہے۔ پس نماز جو روحانیت کے لئے بمنزلہ معراج کے ہے اور آپؐ نے فرمایا بھی ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے اسکی ابتدا آپؐ نے طہارت جسمانی پر رکھی ہے اس میں سب سے اوّل وضو لازمی قرار دیا اور وضو میں جن حصص جسمانی کو دھویا جاتا ہے وہ وہی ہیں جن پر کسی نہ کسی قسم کی میل کچیل کے لگنے کا اندیشہ ہے اسلئے انہیں دن میں پانچ مرتبہ دھویا جانا فرض قرار دیا۔ اس چھوٹی سی بات پر غور کرو کہ آپؐ کسقدر ظاہری صفائی اور طہارت جسمانی کے خود عامل تھے۔ اور آپؐ کا معمول یہ تھا کہ ہر وقت باوضو رہتے تھے اگر رفع حاجت کیلئے جاتے تو طہارت کے بعد فوراً وضو فرما لیتے۔ وضو کا طبّی پہلو اپنے اندر ایک بیش قیمت اور غیر متزلزل طبّی صداقت رکھتا ہے۔ مَیں اگرچہ ڈاکٹر نہیں ہوں لیکن مَیں نے وضو کی فلاسفی پر طبّی پہلو سے غور کیا اور لطف اٹھایا ہے کہ کس طرح پر آپؐ نے وضو کے ذریعہ ہی ہمیں یعنی حفظ صحت کے اصولوں کی تعلیم دی ہے۔

مثلاً یہ ایک حقیقت ہے کہ خراب متعفّن گیسیں اور بیماریوں کے حیوانات ہوا کے ساتھ ناک مُنہ اور آنکھ کے ذریعہ وقتاً فوقتاً پہنچتے رہتے ہیں۔ لیکن وضو میں ناک کو اندر سے دھونا اور ایسا ہی غرغرہ کرنا سُنّت ہے جو ذرّات ناک کے اندر رُک گئے ہوں وہ وضو کے وقت جب ناک اندر سے دھویا جاتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔

آج طبّی دنیا میں تمام امراض کی جڑ دانتوں کی بے احتیاطی کو قرار دیا جا رہا ہے۔ جو لوگ حفظ صحت سے دلچسپی رکھتے ہیں اور انہیں جدید طبّی تحقیقاتوں کے عام طور پر پڑھنے کا شوق ہے وہ جانتے ہیں کہ اسوقت یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹروں کا عام رجحان اس طرف ہو رہا ہے کہ تمام بیماریاں دانتوں کے ذریعہ پیدا ہوتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مُنہ کے اندر دانتوں کی وجہ سے ایک قسم کی کثافت اور غلاظت جمع ہو جاتی ہے اور جو ہوا سانس کے ذریعہ اندر جاتی ہے وہ اسکو بھی گندہ اور زہر آلود کر دیتے ہیں اور غذا کو بھی زہر آلود بناتے ہیں۔ جن سے ہر قسم کی امراض پیدا ہو جاتی ہیں یہ نظریہ آج پیدا ہوا ہے اور اس امر پر زور دے رہے ہیں کہ دانتوں کو صاف رکھا جائے اور اگر انکے صاف رکھنے کا کوئی انتظام نہ ہو اور ان میں خرابی شروع ہو تو نکال ہی دینا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند ضروری و مفید رسالے

تشحیذ الاذہان کے مکمل فائل ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۰ء تک	بیس روپے
معارف القرآن - ۱۱ پارہ کے نوٹ از درس حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ -	۸/
براہین العقائد - اصول اسلام کے دلائل از قرآن مجید -	۸/
الاستخلاف - ردّ شیعہ از آیات قرآنی -	۴/
کمالات احمدیہ (بجواب شہادات مرزا ثناء اللہ امرتسری)	۶/
مقصد مذہب ۳/ — التشریح الصحیح	۶/
مباحثہ سرگودہ ۶/	

ملنے کا پتہ:- تشحیذ قادیان

انگریزی ریویو آف ریلیجنز

لنڈن سے ہر مہینے شائع ہوتا ہے اسکی قیمت سات روپے سالانہ ہے ہندوستان کے خریداروں کا حساب قادیان دفتر طبع و اشاعت میں ہے۔ انگریزی خوان احباب جماعت احمدیہ بہت کم توجہ کر رہے ہیں۔ پچھلے سالوں کے بقایا کا ذکر تو در کنار ۱۹۲۱ء کا چندہ کئی صاحبان نے ادا نہیں کیا کم از کم ایک ہزار خریدار اسکے اپنی جماعت سے ہندوستان میں ہونے چاہئیں۔ مگر حال یہ ہے کہ چند سو بھی نہیں۔ اسکے متعلق فوری اور متفقہ کوشش کی ضرورت ہے ؛

سن رائز

یہ اخبار مہینے میں دو بار نوجوانان اسلام کو اپنے مذہبی عقائد میں راسخ اور غیر مذاہب کے حملوں کے دفاع پر تیار رکھنے کیلئے جاری کیا گیا ہے۔ اسکا چندہ برائے نام ہے یعنی دو روپے سالانہ طالبعلموں کیلئے صرف ایک روپیہ۔ ہر صوبہ کی احمدی جماعتوں کا فرض ہے کہ اپنے ارد گرد کے سکولوں اور انگریزی خوانوں میں اسکی توسیع اشاعت کریں۔ آجکل اسکی طرف توجہ کم ہوگئی ہے اور خریدار کم ہو رہے ہیں۔ اس اخبار پر بہت سا روپیہ صرف ہوتا ہے جو پورا نہیں ہو سکتا جبتک کم از کم پانچ ہزار خریدار نہ ہوں جلد سے جلد توجہ درکار ہے ؛

نقشہ اجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز اردو کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اسکو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے اور پھر اسکے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہارات دینے والوں کیلئے بہترین موقعہ ہے ؛

ضمیمہ صفحے ۱۲ فیصدی کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اجرت حسب ذیل ہے:-

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۳ روپے
چھ ماہ	〃	۲۳ 〃	〃	۱۲ 〃
تین ماہ	〃	۱۲ 〃	〃	۷ 〃

فی اشاعت ایک صفحہ ۴ چار روپے ؛ نصف صفحہ ۲½ روپے ؛ فی سطر ۴/

مینیجر ریویو اردو - قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوڑی بخار و تلی کی دوا

کھاتے ہی بخار کو بھگاتی اور طحال کو گلاتی ہے۔

پینتالیس سال سے یہ دوا ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اپنے شہرت کا ڈنکا بجا رہی ہے۔ ہر سال لاکھوں مریض بخار کے خوفناک حملہ سے نجات پا رہے ہیں اس کے استعمال سے تپ لرزہ۔ فصلی بخار۔ اکترہ۔ چوتھا وغیرہ قطعی طور پر آرام ہو جاتے ہیں۔ طحال دلیور کو گلاتی ہے۔ خون کو گاڑھا بنا کر جسم میں ایک نئے قسم کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ ہر عیالدار کو ایک شیشی رکھنا لازمی ہے۔

قیمت کلاں شیشی (۱۶ خوراک) پندرہ آنہ ۱۵/ محصولڈاک آٹھ آنہ ۸/

خورد شیشی (۸ خوراک نو آنہ ۹/ محصولڈاک چھ آنہ ۶/

داد کی دوا

پہلی ہی بار کے لگانے سے فائدہ اور دو چار بار کے لگانے سے جڑ سے غائب

سب سے عمدہ وصف اس دوا میں یہ ہے کہ اسکے لگانے سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی کیسا ہی پرانا داد کیوں نہ ہو یہ دوا اُسکو جڑ سے رفع کردیگی۔ چھاجن۔ ایرس اور خارش وغیرہ کو بھی بہت جلد آرام کرتی ہے۔ اگر آپ کو داد ہوئی ہو اور دوا کرتے کرتے پریشان ہو گئے ہوں تو ایک مرتبہ اس دوا کو ضرور آزمائیں ٭ قیمت فی ڈبیہ چار آنہ ۴/ محصولڈاک چھ آنہ ۶/

ڈاکٹر ایس کے برمن (صیغہ نمبر ۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ قادیان کے لئے مقامی ایجنٹ کی ضرورت ہے ٭